زینب
از طیبہ ساجد

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

زینب از طیبہ ساجد

آخری قسط:(قسط نمبر ۸)

یہ زندگی ہے بڑی مختصر سی ایک کتھا

میں کتنی دیر سے اک بات سوچتا ہوں کہ

ابھی آغازِ زندگی ہی ہوا تھا میرا

ابھی تو دورِ مسرت بھی آنے والا تھا

ابھی تو رنگ بہاروں میں گھلنے والے تھے

ابھی تو پھول شبابوں کے کھلنے والے تھے

یہ کیا ہوا کہ اچانک بدل گئی دنیا

یہ کیا ہوا کہ شگوفے بھی خار خار ہوئے

www.novelsclubb.com

ابھی تو رنگ بکھرنے تھے، ساز بجنے تھے

یہ کیا ہوا کہ گریبان تار تار ہوئے

ابھی خوشی کا سماں تھا مگر ذرا دیکھو

یہ میرے بعد یہاں ہو رہا ہے کیا دیکھو

کوئی پکار رہا ہے کوئی بلاتا ہے

کوئی ناراض کوئی غم سے مسکراتا ہے

کوئی انہیں یہ بتاؤ کہ میرے بس میں ہو

تو ایسی آہ و بکاں پر تو لوٹ ہی آؤں

مگر میں بے بس و لاچار ہوں انہیں کہہ دو

کہ لوٹ آنے کی امید تو وہاں ہو نا

جہاں پہ شخص کوئی سفر کرنے جاتا ہے

مگر جو چھوڑ ہی جائے وہ تھوڑی آتا ہے

مگر جو چھوڑ ہی جائے وہ تھوڑی آتا ہے

(سلویٰ جبار)

شہر کے اس پوش علاقے میں صبح قطرہ قطرہ پگھل کر باسی ہو گئی تو ارد گرد کھڑے بنگلوں نے اس کی کار کو اس خوبصورت بنگلے کے سامنے رُکتے دیکھا۔ گارڈ نے فوراً اٹھ کر لوہے کا بڑا گیٹ کھولا۔(وہ لوگ اسے بھولے نہیں تھے) سوچتے ہوئے وہ مدھم مسکراہٹ کے ساتھ گاڑی اندر روش پر لائی پھر کار پارک کر کے باہر آئی۔اس گھر سے اسے کچھ ماہ میں ہی مانوسیت سی ہو گئی تھی۔وہ سر جھکائے لان عبور کرتی لاؤنج میں آئی تو خوشگوار سی آواز نے اس کا استقبال کیا۔

"زخرف بیٹا تم، آؤ بیٹا آؤ۔۔"

"اسلام علیکم! آنٹی۔"

مدھم مسکراہٹ کے ساتھ کہتی وہ آگے بڑھی اور صوفے پر بیٹھی مسز محمود سے

پیار لیا۔

"وعلیکم بیٹا! شکر ہے تم آگئی۔ میں امی سے کہنے ہی والی تھی کہ زخرف کو بلا لیں۔ان کا بھی تمھارے بغیر دل ہی نہیں لگا۔"

"جی آنٹی مجھے دادی نے ہی محمل سے کہہ کہ فون کروایا تھا۔"

"چلو یہ تو بہت اچھا ہوا۔ آجایا کرو کبھی کبھی۔ چکر لگالیا کرو۔ گھر کی ویرانی کم ہو جاتی ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے خوش دلی سے کہہ رہی تھیں۔ جیسے اس کے آنے سے بہت خوش ہوں۔ زخرف نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔ ابھی ایک ہی دن ہوا تھا اسے جاب چھوڑے اور وہ سب اداس ہو گئے تھے۔

"جی آنٹی، کوشش کرتی رہا کروں۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

ان کے والہانہ انداز پر وہ سر جھکا کر کچھ کہنے ہی والی تھی جب کچھ یاد آنے پر وہ پھر بولیں۔

"دیکھو، میں بھی کونسی باتیں لے کر بیٹھ گئیں۔ اب تو تم ہونے والی بہو ہو ہماری۔ کچھ کھانے کو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے اٹھنے ہی لگی تھیں جب بات کا مطلب سمجھتے ہوئے زخرف نے انہیں روکا۔

"رہنے دیں آنٹی۔زیادہ تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"

لیکن اس سے پہلے ہی وہ اٹھ چکی تھیں اور کچن کی طرف بڑھی۔زخرف نے مسکرا کر ان کی پشت دیکھی۔پھر اپنا بیگ وہی صوفے پر رکھ کر خود بھی ان کے پیچھے ہی آئی۔وہ اس وقت لمبی گھٹنوں سے نیچے تک آتی کاسنی رنگ کی قمیض اور سفید شلوار میں ملبوس تھی۔بالوں کو پونی ٹیل میں باندھے،ڈوپٹے کو گردن کے گرد لپیٹ کر دونوں سرے آگے گرائے وہ عام حلیے میں بھی پُرکشش سی لگتی تھی۔

"بیٹا،تم باہر بیٹھو میں۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اسے کچن میں آتا دیکھ کر مسز محمود نے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ مگن سے آستین چڑھاتی چولہے کی طرف بڑھ چکی تھی۔

"آپ نے کہا نہ میں آپ کے گھر کی بہو ہوں۔پھر مجھے کام بھی وہی کرنے دیں۔دادی جان نہیں اٹھیں ابھی تک؟"

وہ فرائی پان چولہے پر رکھ کر اب فریج کی طرف بڑھی اور دو انڈے نکالے۔

اسے کام کرتا دیکھ کر وہ گہری سانس لیتے ہوئے پیچھے ہٹتے ہوئے بتانے لگی۔

"نہیں بیٹا۔ کل بھی وہ فجر کے بعد سو گئی تھیں۔ پھر دس بجے کے قریب اٹھی تھیں۔ قرآن بھی اب ظہر کے بعد پڑھتی ہیں۔ اب پابندی ہٹ گئی ہے نا تو فوراً ہی روٹین بدل لی ہے انہوں نے۔ بس ابھی اٹھنے والی ہی ہوں گی۔ ان کیلئے بھی ناشتہ بنانا تھا۔ اس لئے میں خود ہی چلی آئی۔۔۔۔"

وہ اس کے تیزی سے چلتے ہاتھ دیکھ رہی تھیں جو کہ اب انڈہ پھینٹنے میں مصروف تھے۔ سر ہلا کر ان کو سنتے ہوئے اس نے فرائی پان میں باؤل الٹایا۔ شڑ شڑ کی آواز آئی اور فضا میں یک دم آملیٹ کی خوشبو اٹھی۔ مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھتی، جہاں پر ہلنے کے باعث پونی ٹیل ادھر ادھر جھول رہی تھی، وہ فریزر کی طرف بڑھیں اور دو تین پیکٹ نکالے۔

"بیٹا، ساتھ میں کچھ اسنیکس، فرائز اور نگٹس بھی تیار کر لو۔ جب تک امی اٹھیں گی، نور بھی آجائے گی۔ پھر سب مل کر ناشتہ کرتے ہیں۔"

دو تین پیکٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے وہ اسے محمل کی بھابھی کے متعلق بتا

رہی تھیں تو زخرف نے سر اٹھایا۔

"نور بھابھی کہاں ہیں؟"

"وہ ردا کا ایڈمشن کروانے گئی ہے۔ حمزہ آج گھر ہی تھا تو بس پھر دونوں نکل گئے۔"

وہ غالباً اپنے بڑے بیٹے کے بارے میں بتا رہی تھیں۔ زخرف اسے جانتی تھی۔ دو تین دفعہ اس کا سامنا بھی ہوا تھا۔ پیکٹ میں سے جمی ہوئی اسنیکس اور فرائز نکال کر اس نے شیلف کا سامان سمیٹا اور انہیں فرائی پان میں ڈالا۔ ساتھ ساتھ اب وہ جمی ہوئی نگٹس نکال رہی تھی۔ وہ ایسے مانوس ہو کر کام کر رہی تھی جیسے یہ اس کا اپنا گھر ہو۔ مسز محمود اب فریج سے ٹیک لگائے کھڑے مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"زرین بہت خوش قسمت ہے اسے اتنی سلیقہ شعار بہو ملی۔۔۔"

وہ رُکیں پھر جب چند لمحے بعد بولیں تو آواز میں ہلکا سا شکوہ تھا۔

"ویسے بیٹا، تم نے کبھی بتایا ہی نہیں کہ غازیان تمھیں پسند کرتا ہے۔ تم بتاتی تو ہم اس کے والد سے بات کرتے۔ آخر تم بھی ہماری محمل کی طرح ہو۔"

اور اس بات پر مگن انداز میں کام کرتی زخرف نے چونک کر سر اٹھایا۔

"پسند۔۔۔۔"

وہ اچنبھے سے بڑبڑائی۔ جیسے بات نہ سمجھی ہو۔ پتہ نہیں انہیں کیا بتایا گیا تھا۔اس نے کچھ سوچتے ہوئے محتاط انداز میں الفاظ جوڑے۔

"آنٹی، رشتے سے متعلق ادھر کیا بات ہوئی تھی؟"

غازیان یا آنٹی نے اسے تفصیل نہیں بتائی تھی۔اس لئے وہ پوچھنے لگی۔ جواباً وہ حیران ہوئیں۔

"بیٹا تمھیں نہیں پتہ، انہوں نے کہا کہ غازیان تمھیں پسند کرتا ہے اور تمھارے والدین اس دنیا میں نہیں رہے۔اس لئے تمھارے میکے کے فرائض ہم سرانجام دیں گے۔امی نے کہا کہ تم بھی رشتے کیلئے راضی ہو۔"

"اور غازیان کے ابو کو بھی یہی کہا۔؟"

وہ سانس روکے پوچھ رہی تھی۔چند لمحے کیلئے وہ سامنے چولہے پر تلتے فرائز اور ہاتھ میں پکڑے پیکٹ سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

"نہیں ان سے بات تو امی نے اپنے کمرے میں کی تھی۔بعد میں سب کو بلا کر امی

نے فیصلہ سنا دیا اور۔۔۔۔"

وہ کہہ ہی رہی تھیں جب کچن کے دروازے میں نور آ ٹھہری پھر چونک کر ان کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"ارے زخرف تم، اچھا کیا آ گئی۔۔۔۔"

نور نے مسکرا کر اسے کہا جس نے بامشکل پھیکا سا مسکرا کر سر ہلایا۔ پھر وہ مسز محمود کی طرف متوجہ ہوئی۔

"امی، دادی جان جاگ گئی ہیں۔ حمزہ بھی فلحال گھر ہی آ گئے ہیں۔ ناشتہ کر کے جائیں گے۔ آپ انہیں دیکھ لیں۔ میں زخرف کے ساتھ ہیلپ کروا دیتی ہوں۔"

کہتے ہوئے وہ کچن کے اندر آئی۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہے بیٹا، جلدی لے آؤ ناشتہ۔۔"

کہہ کر وہ بھی باہر کی طرف بڑھ گئیں۔ نور زخرف کی طرف متوجہ ہوئی جو ابھی تک غائب دماغی سے کھڑی کچھ سوچ رہی تھی۔ نور نے اس کا بازو ہلایا۔

"زخرف۔۔۔"

"ہاں۔۔۔۔" وہ چونکی۔

"یہ فرائی ہو گئے ہیں۔ نکال لو۔ جل جائیں گے۔"

اورز خرف جلدی سے گفگیر اٹھا کر فرائی پان میں موجود چیزیں پلٹنے لگی۔

"بس اب میں کرتی ہوں۔ تم ہاتھ دھولو۔ دادی جان اٹھ گئی ہیں۔"

اس کے ہاتھ سے گفگیر لیتے ہوئے نور نے اسے جانے کیلئے کہا۔ بنا تردد کے گفگیر نور کو پکڑا کر وہ سنک کی طرف چلی آئی۔ انکل آئے۔ انہیں دادی کے کمرے میں بلایا گیا۔ انہیں ہمارے نکاح کے بارے میں بتایا گیا لیکن جب باقی سب کو بتایا تو یہی بتایا گیا کہ غازیان مجھے پسند کرتا ہے۔ تاکہ۔۔۔۔

اور سوچتے سوچتے یہاں آکر اس نے گہری سانس لی۔

"اوہ غازیان۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس نے زیرِ لب بڑبڑایا۔ پھر نل چلایا اور ہاتھ پانی کی بہتی دھار کے نیچے لے گئی۔

آہستہ آہستہ انگلی کے پوروں پر لگے نشان دھلتے گئے۔

تاکہ وہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ غازیان نے میرے ساتھ ہمدردی میں نکاح کیا تھا۔

انکل کو سارا سچ بتا کر جب وہ سب کو بتانے لگے تو نکاح والی بات چھپا دی تاکہ

زیادہ سوالات کے جواب نہ دینے پڑے اور سب غازیان کی مرضی سن کر ہی چپ کر جائیں۔تاثر سب پر یہی پڑے کہ غازیان نے مجھے پسند کیا ہے۔ہاتھ دھو کر وہ تولیا لٹکے سٹینڈ کی طرف بڑھی۔اچھا ہی ہوا جو سب کو نہیں بتایا۔کیونکہ لوگ ہمارے بارے میں جتنا کم جانیں اتنا ہی بہتر ہے اور اس کیلئے اتنا بہت تھا کہ وہ دونوں سب کی رضامندی اور خوشی کے ساتھ ایک دوسرے سے رشتے میں بندھ رہے ہیں۔کیسے اور کیوں؟

یہ سوچیں اب اس کیلئے معنی نہیں رکھتی تھیں۔بالآخر مسکرا کر اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔جواب صاف نظر آرہے تھے۔پانی نے ان پر لگے تمام نشانات دھوڈالے تھے۔وہ نور کی طرف بڑھی جو اب ٹرالی میں ناشتہ سیٹ کر رہی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

سورج غروب ہوا تو اس گھر پر شام کے سائے گہرے ہو گئے۔آسمان کی نیلگوں روشنی میں لان میں کھلتی اس کھڑکی کا منظر بھی نیم اندھیرا سا نظر آتا تھا۔خلافِ

معمول وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔لان کی لائٹ ابھی نہیں جلائی گئی تھی جس کی وجہ سے،اندر کھڑے دونوں نفس ٹھیک سے دیکھائی نہیں دے رہے تھے۔

باہر سے دیکھنے میں وہ کوئی دو ہیولے آمنے سامنے کھڑے نظر آتے تھے۔

چہرے کے خدوخال بھی واضح نہ تھے۔دفعتاً ایک ہیولے کی آواز بلند ہوئی۔

"آپ کو واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا میرے ساتھ کچھ بھی ہو۔"

وہ بے بسی بھرے انداز میں کہہ رہی تھی۔سامنے کھڑا ہیولا نفی میں سر ہلاتے ہوئے دو قدم آگے بڑھا۔

"ایسی بات نہیں ہے۔لیکن میں اب کیا کر سکتا ہوں؟"

"آپ بھی جانتے ہیں کہ آپ کیا کر سکتے ہیں۔"

یک دم روشنی ہوئی اور منظر واضح ہوا۔شاید کسی نے لان کی لائٹ جلائی تھی۔

کھڑکی میں سامنے زینب کھڑی دیکھائی دے رہی تھی۔سفید شلوار قمیض پر سفید ہی دوپٹہ سر پر ٹکائے وہ سنجیدہ اور پُرامید دیکھائی دیتی تھی لیکن ہر گزرتے پل اس کی امید ڈگمگا رہی تھی۔ایان کا یہاں سے نیم رُخ دیکھائی دیتا تھا۔

"آپ کا کزن اور آپ کا بھائی سب کچھ جانتے تھے۔وہ لڑکا نشئی ہے۔بار کلبز

میں جاتا ہے۔لڑکیوں کے ساتھ۔۔۔۔"

بولتے ہوئے وہ رُکی۔پھر سر جھٹکا۔اس نے کسی کے سامنے موحد کا نام نہیں لیا تھا۔لیکن وانیہ سے بات کرنے کے بعد اس کی امید ختم ہوتی جا رہی تھی اس لئے اس نے ایان کو سب بتایا تھا۔

"میں کل چچا جان کو انکار کرنے والی تھی لیکن پتہ نہیں موحد بھائی اور منان بھائی نے کیا کہانی سب کو سنائی ہے۔میرا انکار ماننا تو درکنار وہ سب تو نکاح کی تیاریوں میں لگے ہیں۔"

"زینب میں تمھیں سمجھ رہا ہوں۔لیکن اب انویٹیشن کارڈز بٹ چکے ہیں۔تم مجھے کچھ دن پہلے بتاتی،تاکہ میں تب ہی تایا جان سے بات کر لیتا۔تم جانتی ہو خاندان میں کتنی بدنامی ہو گی۔"

www.novelsclubb.com

ایان سب کچھ سننے کے بعد پہلے شاک میں رہا پھر بے بسی سے بولا۔

"آپ کا کہنے کا مطلب ہے۔میں سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے اس دلدل میں پھنس جاؤں۔۔؟"

زینب کے لہجے میں دکھ تھا۔ایان نے بے بسی سے اسے دیکھا۔اس کی آنکھوں

میں حیرت، دکھ، بے یقینی کیا کچھ نہ تھا۔ بس اس نے آخری دفعہ ان آنکھوں میں دیکھا تھا۔ زینب اور بھی کچھ کہہ رہی تھی لیکن وہ آنکھیں جیسے اس کے دماغ میں اٹک گئی تھیں۔ وہ کہہ کر جا چکی تھی اور وہ وہیں صوفے پر بیٹھتا چلا گیا۔ سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ موحد اور منان نے یہ اسے کس دوراہے پر لا کھڑا کیا تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا وہ دونوں اس قدر بے حس بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن وہ جانتا تھا، جیسا کہ زینب کہہ کر گئی تھی وہ کچھ نا کچھ کر سکتا تھا۔ ہاں، زینب کو بچانے کیلئے وہ تایا جان سے بات کر سکتا تھا۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ رات کھانے کے بعد تایا کو موحد اور منان کی اس حرکت کا بتائے گا۔ باہر شام قطرہ قطرہ پگھل کر گہری رات میں بدل گئی تھی اور وہ اندر یونہی سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔

آج چھ سال بعد اپنے آفس میں کھڑے یہ رات ایسے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ اس نے سر اٹھا کر باتھ روم کے آئینے میں اپنا عکس دیکھا۔ اس نے کل چھ برس بعد زینب کو باقاعدہ کسی تقریب میں دیکھا تھا۔

"میں نے چھ سال۔۔۔"

آئینے میں اپنی سُرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا۔

"چھ سال اپنی غلطی نہیں مانی۔ مجھے زینب سے ایک ہی شکوہ رہا۔ اس نے اس رات مجھے ساری بات بتائی لیکن اس نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ موحد اور منان نے اس کی ڈیل کی تھی۔ اسے بیچ دیا تھا۔۔۔"

آخر میں اس کی آواز لڑکھڑائی۔

"شاید پھر میں اس کی زیادہ اچھے سے مدد کر سکتا لیکن یہ بات تو اس نے کسی کو بھی نہیں بتائی تھی۔ زینب نے طلحٰہ کے رشتے سے انکار موحد یا منان کی وجہ سے نہیں، طلحٰہ کی اخلاقی خامیوں کی وجہ سے کیا تھا۔ کیونکہ۔۔۔"

وہ شلف کے کنارے تھامے تھوڑا آگے کو جھکا اور خود کلامی کے انداز میں بولا۔

"کیونکہ کسی لڑکی کیلئے یہ بہت بڑی بات ہوتی ہے۔ بڑی امی یہ بات برداشت نہیں کر پائیں، تو زینب کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ یہ کوئی عام بات نہیں تھی ایان۔ زینب میں اتنی سیلف ریسپیکٹ اور وقار تھا کہ اپنی عزت ایسے ہی کسی کے سامنے نہیں رکھ دینی۔ وہ اپنی عزت کی حفاظت کرنا جانتی تھی۔ اسی لئے وہ چاہتی تھی رشتے سے انکار بھی ہو جائے اور یہ بات بھی سب سے چھپی رہے۔

عام لڑکی کیلئے یہ بات، کوئی عام بات نہیں ہوتی۔ لیکن میں نے اس کی مدد کرنی چاہی تھی۔۔۔"

وہ جیسے وہاں کھڑا خود سے ہی لڑ رہا تھا۔ چند لمحے کیلئے وہ مناظر دوبارہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔ آئینے میں نظر آتے اپنے عکس کو دیکھتے ہوئے وہ ایک بار پھر اسی دن میں واپس چلا گیا۔

رات کے کھانے کے بعد وہ سیڑھیاں چڑھتا دیکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے زینب اس سے بات کر کے گئی تھی اور اب وہ تایا جان سے بات کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اس کا قدم آخری زینے پر تھا جب اس نے اسٹڈی کا دروازہ بند ہوتے دیکھا۔ وہ برق رفتاری سے اسٹڈی کے باہر پہنچا۔ اندر زینب تایا جان سے بات کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسے لگا تھا زینب تایا کو انکار کر دے گی۔ لیکن جب وہ یونہی اٹھ کر باہر آنے گی تو وہ جلدی سے پیچھے ہٹا۔ زینب باہر آ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی جب اس نے سر اٹھایا تو سامنے ایان کو کھڑا پایا۔ اسے دیکھتے ہی اس کے اندر غصہ بھر آیا۔ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے وہ دو قدم آگے آئی۔

"مبارک ہو۔خوش ہو جائیں آپ لوگ۔۔"

وہ نفرت سے بولی۔

"بہت مدد مانگ لی میں نے آپ لوگوں کی۔اب مزید نہیں۔اب میں کچھ نہیں کروں گی۔جو ہو رہا ہے ایسے ہی چلنے دوں گی۔لیکن پھر۔۔۔۔"

وہ دو قدم مزید قریب آئی۔ایان سانس روکے اسے سن رہا تھا۔

"جو ہو گا اس کے زمہ دار آپ سب ہوں گے۔یاد رکھئے گا۔"

آخر میں تنفر سے سر جھٹکتی وہ اس کے ساتھ سے نکل کر اوپر کی طرف بڑھ گئی۔

ایان نے گہری سانس خارج کی اور تایا سے بات کرنے کا ارادہ ترک کر کے نیچے کی طرف بڑھا۔کمرے میں آ کر اس نے دروازہ بند کیا اور موبائل نکالا۔معاملات اس کے ہاتھ سے نکل چکے تھے۔اس کے چہرے پر صرف سنجیدگی تھی۔وہ جانتا تھا اب زینب کے اس قدم کے بعد شاید ہی تایا اس کا اعتبار کریں۔اس لئے وہ غازیان کو کال ملا رہا تھا۔اسے مشورہ چاہیے تھا۔موبائل کان سے لگا کر وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔لیکن جلد ہی اطلاع ملی کہ آپ کا ملایا ہوا نمبر بند ہے۔اس نے حیرت سے موبائل کان سے ہٹایا۔صبح سے وہ گھر کے کاموں میں اتنا مصروف تھا کہ اس

نے غازیان کو میسج ہی نہیں کیا تھا۔اسے اس کے والد کی حالت کا بھی نہیں پتہ تھا۔

اس نے واٹس ایپ پر میسج بھیجا لیکن نیٹ آف تھا۔اُف۔۔۔

"غازیان، زینب مشکل میں ہے۔دو دن چھوڑ کر جمعے کو اس کا نکاح ہے۔جیسے ہی فری ہو جاؤ۔مجھے کال کرو۔۔"

وائس نوٹ بھیج کر وہ وہیں بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔اسے اندازہ نہیں ہوا کتنا وقت گزرا ہے۔بس وہ موبائل ہاتھ میں پکڑے غازیان کے میسج کا انتظار کئے گیا۔نیٹ بدستور آف تھا اور نمبر بھی بند جا رہا تھا۔قریباً تین بجے وہ کچھ سوچ کر اٹھا۔

دبے قدموں باہر آیا اور لاؤنج کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔وہ جانتا تھا زینب اس وقت جاگ رہی ہو گی۔وہ اسے بتا دے گا کہ وہ تایا سے بات کرنے کیلئے تیار ہے لیکن وہ بھی اپنے لئے اس کے ساتھ کھڑی ہو گی۔خود تایا کو موحد اور منان کی اصلیت بتائے۔اس موقع پر صرف زینب کی اپنی بات قابلِ بھروسہ مانی جاتی۔

وہ یہ سوچتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

چند لمحے بعد وہ زینب کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ گہری سانس لے کر اس نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جواب ندارد۔ اس نے چند بار مزید دستک دی۔ یک دم اس کے دل میں عجیب سے واہمے سر اٹھانے لگے۔ اگر زینب نے کچھ غلط کر لیا؟

"نہیں۔۔"

اس نے زور سے اپنے ہی خیال کی نفی کی تھی۔

"زینب۔۔"

اب کی بار اس نے کھٹکھٹانے کے ساتھ آہستہ آواز میں پکارا بھی تھا۔ البتہ اب اس کے ہاتھ میں لرزش تھی۔ چند لمحے بعد اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے خود ہی دروازہ کھولا۔ دروازہ کھلا تو اندر کا منظر واضح ہوا۔ کھڑکی سے آتی چاند کی مدھم روشنی میں کمرہ خاموشی میں گھرا ہوا تھا۔ ایان کو کچھ غلط ہوا محسوس ہوا۔ لیکن اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مار کر بتیاں جلائی۔ اگلے ہی لمحے کمرہ روشنیوں میں نہا گیا۔ پھر وہ محتاط سا بولا۔

"زینب، تم اندر ہو۔۔"

وہ واش روم کی طرف بڑھا لیکن لائٹ آف دیکھ کر اس کے دل کو کچھ ہوا۔ پھر

وہ لمحے بھر کا انتظار کئے بغیر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا۔ڈریسنگ الماری کے اندر کا منظر دیکھ کر اس کے بدترین خدشات کی تصدیق ہو گئی۔وہاں سے تمام ہینگرز غائب تھے۔وہ جلدی سے باہر آیا۔بیڈ سائیڈ ٹیبل دنوں طرف سے خالی تھیں۔وہ بھاگتا ہوا بالکونی میں آیا اور منڈیر پر ہاتھ رکھے باہر جھانکا۔چونکہ گھر کونے والا تھا تو ایک طرف گلی اور دوسری طرف ان کے گھر کا لان تھا۔زینب کے کمرے کی بالکونی گلی کی جانب تھی۔

گلی میں مدھم چاند کی روشنی کے سوا کوئی بندہ بشر دیکھائی نہ دیتا تھا۔ہر طرف سکوت تھا۔ایان کے حواس باختہ ہو چکے تھے۔اس نے موبائل نکالا اور زینب کا نمبر ملایا۔لیکن فون بند جا رہا تھا۔اس نے دیوانہ وار وہی نمبر کتنی بار ملایا۔نتیجہ وہی رہا۔دفعتاً اسکرین پر 'غازیان کالنگ' لکھا جگمگایا۔اس نے جلدی سے لرزتے ہاتھوں سے کال ریسیو کی۔

''سوری وہ کچھ۔۔۔''

آگے سے وہ تھکے ہوئے لہجے میں کچھ کہنے ہی والا تھا جب ایان اس کی سنے بغیر جلدی سے بولا۔

"غازیان، زینب کمرے میں نہیں ہے۔اتنی رات گئے وہ کہاں جاسکتی ہے۔"

"کیا مطلب، دیکھو گھر میں ہی کہیں ہو گی۔"

دوسری طرف وہ ٹھٹھکا تھا۔ساری تھکن ہوا ہوئی تھی۔

"لیکن وہ اس وقت کمرے سے کہاں جاسکتی ہے۔"

ہلکی آواز میں کہتے ہوئے اب وہ دبے قدموں کمرے سے باہر آیا اور چھت کا رُخ کیا۔وہ جذبات میں آکر معاملہ کو خراب نہیں کر سکتا تھا۔اس لئے غازیان کی کال آنے پر فوراً ہی ڈھیلا پڑ گیا۔دوسری طرف وہ اس سے پوچھ رہا تھا۔

"گھر میں کوئی بات ہوئی تھی؟اور یہ تمھارے میسج کا کیا مطلب تھا؟"

"وہ سہی تھا۔زینب کا دو دن بعد نکاح ہے۔تم کال کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟"

چھت دیکھنے کے بعد وہ اب دوسرے پورشن میں آگیا تھا۔تمام کمروں کے دروازے بند دیکھ کر وہ گراؤنڈ فلور کی طرف جاتی سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔نیچے آکر وہ احتیاط سے کچن میں آیا۔ایک ہاتھ سے موبائل کان کو لگائے اس کو بھی سن رہا تھا۔

"بس کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔بیٹری ڈیڈ تھی۔ابھی گھر آیا ہوں تو موبائل آن کر کے

سب سے پہلے تمھارا میسج دیکھا تو تمھیں فون کیا۔"

"کیا ہوا تھا۔سب خیریت۔۔"

ایان نے استفسار کیا تھا۔وہ اب کچن دیکھنے کے بعد لاؤنج میں آ گیا تھا۔ہر طرف خاموشی اور اندھیرا تھا۔گھر کا ہر فرد جلدی سونے کا عادی تھا۔

"اسے چھوڑو۔یہ بتاؤ گھر میں کیا ہوا تھا؟"

"ہاں کچھ مسئلہ ہو گیا تھا۔زینب کے نکاح کی ڈیٹ فکس ہو گئی تھی۔وہ کافی اشتعال میں تھی۔"

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔نکاح؟یقیناً زینب نہیں مانی ہو گی۔"

(یہ وہ وقت تھا جب ابھی ایان کو بھی زینب اور غازیان کے نکاح کا علم نہیں تھا۔)

"ہاں،وہ نہیں مانی۔وہ میرے پاس مدد کیلئے آئی تھی بلکہ سب کے پاس گئی تھی۔لیکن کسی نے اس کی مدد نہیں کی۔یقیناً اب وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی ہے۔اوہ میرے خدا۔۔۔اب کیا کرنا ہے۔۔"

باہر لان میں دیکھنے کے بعد بالآخر اسے یقین ہو گیا تو اس نے جھولے پر بیٹھتے ہوئے تکان سے کہا۔وہ دونوں ایسے ہی تھے۔ٹھنڈے دماغ سے سوچنے

والے۔اور اب جیسے حالات تھے وہ کوئی شدید ردِ عمل بھی نہیں دے سکتے تھے۔اس لئے جلد ہی اس بات کو قبول کر کے اب آگے کا سوچ رہے تھے۔

گہری مہیب رات میں چاند کی مدھم روشنی لان میں بکھری ہوئی تھی۔

"اب فلحال ہمیں کچھ نہیں کرنا۔صرف زینب ہی ہے جو ہمیں خود ہی اپنی لوکیشن بتا سکتی ہے۔"

"اور وہ ایسا کیوں کرے گی۔۔"

ایان نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔رات کے اس پہر غازیان بھی عجیب بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔

"وہ نہیں،اس کا موبائل کرے گا۔وہ موبائل آن کرے گی تو مجھے اس کی لوکیشن خود بہ خود شو ہو جائے گی۔کچھ دیر انتظار کرتے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

دوسری طرف وہ بظاہر سنجیدگی سے کہہ رہا تھا لیکن ایان سے اس کے لہجے کی فکر مخفی نہیں رہی تھی۔وہ رات اس نے وہیں باہر لان کے جھولے پر بیٹھے بیٹھے گزاری تھی۔

اندھیری رات نے دم توڑا تو ہلکی سفیدی آسمان پر پھیل گئی۔ہلکی ٹھنڈی ہوا لان

کے پتوں پر سے سرسراتے ہوئے گزر رہی تھی۔وہ یونہی بیٹھا ہوا تھا جب فون کی گھنٹی بجی۔وہ چونکا۔پھر جلدی سے موبائل نکالا۔

"کچھ پتہ چلا زینب کا؟"

رابطہ ملتے ہی وہ بولا۔

"ہاں،اس نے فون آن کیا ہے۔وہ اس شہر میں نہیں ہے۔اس کی لوکیشن مظفر گڑھ سے شو ہو رہی ہے۔میں وہاں جانے کیلئے نکل رہا ہوں۔"

ایان کو اس کے پیچھے دروازہ بند ہونے کی آواز آئی۔وہ فوراً کھڑا ہوا۔

"مجھے بھی پِک کر لو۔میں بھی ساتھ چلوں گا۔"

"ایسا نہیں ہو گا۔تم کہیں نہیں جا رہے۔"

"کیوں۔۔؟"

www.novelsclubb.com

"دیکھو ایان۔۔۔"

دوسری طرف غازیان نے گہری سانس لی پھر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"اگر زینب نے گھر چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا تو اس سے صاف واضح ہے وہ اس گھر کے کسی فرد سے تعلق نہیں رکھنا چاہتی۔وہ اس وقت اکیلی ہے اور اسے مدد کی

ضرورت ہے، خواہ وہ جتنا مرضی انکار کرے۔ میں نہیں چاہتا تم میرے ساتھ جاؤ اور وہ مجھ سے بھی احتراز برتے۔ یاد رکھو وہ ہماری دوستی کے بارے میں ابھی تک نہیں جانتی۔"

وہ کہہ رہا تھا اور ایان آہستہ سے دوبارہ جھولے پر بیٹھ گیا۔ اس نے آنکھیں میچ لیں۔ دوسرے ہاتھ سے کنپٹی کو مسلا۔ اس کا سر درد کرنے لگا تھا۔ اس نے اس نہج پر نہیں سوچا تھا۔

"اور ویسے بھی صبح ہونے والی ہے۔ گھر کے افراد تم دونوں کو اکٹھا گھر میں نہ دیکھ کر شک میں پڑ سکتے ہیں اور تم جانتے ہو ہم اس وقت یہ افورڈ نہیں کر سکتے۔"

چند لمحے بعد جب غازیان کا فون بند ہوا تو ایان نے دوبارہ زینب کو کال ملائی۔ اب کال جا رہی تھی۔ لیکن کال کاٹ دی گئی۔ ایان نے بے چینی سے دوبارہ نمبر ملایا لیکن اب کی بار موبائل دوبارہ آف تھا۔ ایان نے تھک کر سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ عجیب بے بسی کا عالم تھا۔ وہ چاہنے کے باوجود بھی کچھ کر نہیں پا رہا تھا۔

برسوں بعد اس وقت وہ اپنے آفس میں آئینے کے سامنے کھڑا سوچ رہا تھا کہ اس سب میں وہ کتنے فیصد صحیح ہے اور کتنے فیصد غلط۔ سر جھٹکتے ہوئے اس نے جیب

سے فون نکال کر اسکرین آن کی۔ پھر چند کلکس کر کے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو۔۔۔"

خاموش باتھ روم میں ریسیور سے آنے والی آواز گونجی۔

"ہاں منان، وہ میں نے کہنا تھا کہ، میں نے کچھ پیسے تمھارے بنک اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کروائے ہیں۔تائی جان کی بیماری سے متعلق تمام اخراجات اس میں سے ادا کرتے رہو۔"

بات کرتے ہوئے نجانے خود بہ خود اس کی آواز سرد ہو گئی۔

"میں کچھ دیر میں ہوسپیٹل آتا ہوں۔ پھر بات ہو گی۔خدا حافظ !"

اپنی سنا کر، دوسرے کی سنے بغیر اس نے کھٹاک سے کال کاٹ دی۔ پھر وہ واش بیسن پر جھکا، ہاتھوں کا پیالہ بنا کر نل کے نیچے کیا۔ پانی کی تیز دھار اس کٹورے کو بھرنے لگی۔ دو، تین دفعہ پانی کی چھینٹے منہ پر مارنے کے بعد، اس نے سیدھا ہوتے ہوئے اپنے کوٹ کا بٹن بند کیا اور شلف سے موبائل اٹھا کر باہر کی طرف بڑھ گیا۔

شام شہرِ ملتان پر اتری تو ٹھنڈی ہواؤں نے موسم کا استقبال کیا۔ کل کی طرح آج بھی آسمان بادلوں سے بھرا ہوا تھا۔ کالے بادل تیز بارش کی پیش گوئی کرنے کیلئے کافی تھے۔ ایسے میں جہاں بہت سے لوگ موسم سے لطف اندوز ہو رہے تھے وہیں ہسپتالوں میں نفسا نفسی کا عالم تھا۔ اس مصروف شہراہ پر واقع یہ ہسپتال کی عمارت اپنے پورے قد سے کھڑی تھی۔ عمارت کے باہر ہسپتال کے احاطے میں دائیں طرف پارکنگ ایریا کے قریب وہ تینوں کھڑے تھے۔

"شکریہ غازیان، آنے کیلئے۔"

وہ بہت ممنونیت سے سر جھکا کر کہہ رہا تھا۔ غازیان نے نظر اٹھا کر ان دونوں کو دیکھا۔ پچھلے کچھ سالوں میں ان دونوں کی ظاہری حالت کے ساتھ ساتھ ذہنی حالت میں بھی بہت فرق آ گیا تھا۔ موحد رف سی ٹی، شرٹ اور جینز پہنے جھکے کندھے لئے کھڑا تھا۔ آنکھوں میں ایک عجیب سوگوار پن تھا۔ اس کے برعکس منان چہرے پر بشاشت لانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا۔

"شکریہ کی ضرورت نہیں۔ وہ زینب کی چچی ہیں اور میرا ان کی عیادت کرنا بنتا ہے۔"

غازیان نے بھی سنجیدگی کے ساتھ رشتہ واضح کر دیا تھا۔ فضا میں یک دم آکسیجن کی کمی سی محسوس ہوئی۔ اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی جواب دیتا ایان ہاتھ میں چند کاغذ اٹھائے موحد کو پکارتا ان کے قریب آرکا۔

"موحد یہ بڑی امی کی کچھ دوائیاں ہیں۔ میری ابھی ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ چچی کی طبیعت فلحال بہتر نہیں ہے۔ انہیں یہ میڈیسن ریگولر دینی ہے۔ شاید کوئی بہتری آجائے۔"

کہنے کے ساتھ اس نے چند کاغذ موحد کو پکڑائے اور غازیان کی طرف مڑا۔

"چلیں پھر۔۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں چلو، میں تمھارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

کہتے ہوئے وہ ایان کو ساتھ لئے مڑنے ہی لگا تھا جب موحد کی آواز پر دونوں کے قدم رُکے۔

"کیسی ہے اب وہ؟"

سوال پر غازیان چونک کر پورا اس کی طرف پلٹا۔ایان بھی رُک کر موحد کو دیکھنے لگا۔

"میں نے زینب کے بارے میں پوچھا ہے۔"

ان دونوں کے یوں دیکھنے پر موحد نے اپنی بات دہرائی۔اس سے پہلے کہ غازیان کچھ کہتا ایان دو قدم آگے بڑھا اور موحد کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

"میری اطلاعات کے مطابق چھ سال پہلے، آخری ملاقات تک تم اس کو صرف بُرے حال میں دیکھنا چاہتے تھے۔اس لئے وہ اب جیسی بھی ہے تمھیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیے۔جا کر چچی کا دھیان رکھو۔میں انہیں بھی نہیں کھونا چاہتا۔۔"

www.novelsclubb.com

"ایان۔۔۔"

منان نے اسے تنبیہی انداز میں ٹوکنا چاہا لیکن اس نے درشتی سے موحد کی آنکھوں میں ہی دیکھتے ہوئے منان کی بات کاٹی۔

"تمھیں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔جانتا ہوں تم دونوں کو کوئی افسوس نہیں

ہو گا۔ کیونکہ۔۔۔"

وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"ہمارے ہاں اپنوں کی موت میں قدرت سے زیادہ ہمارے اپنوں کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ چاہے وہ قبر تک پہنچانا ہو یا زندہ لاش بنانا ہو۔ کافی عرصے بعد میں یہ بات جان پایا ہوں۔۔"

کہہ کر وہ مڑا اور غازیان کو بازو سے پکڑتے ہوئے پارکنگ ایریا کی طرف لے گیا۔ پیچھے موحد شل کھڑا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں کچھ چمکا تھا اور منان نے اس سارے میں پہلی دفعہ اپنا سر جھکایا تھا۔

"ان کو ذرا شرم نہیں آتی۔ اُس کی زندگی میں اتنی تباہی مچا کر پوچھتے ہیں کہ کیسی ہے اب وہ؟"

www.novelsclubb.com

وہ مسلسل انہیں کوستے ہوئے گاڑی میں آ بیٹھا تھا۔ غازیان نے بھی ایک خاموش نظر اس پر ڈال کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

"مجھے تو صبح سے سوچ سوچ کر غصہ آ رہا ہے۔ شرم آئے گی اب مجھے ان دونوں سے اپنا تعارف کرواتے ہوئے۔ بلڈی۔۔۔"

"انف ایان۔۔"

انگیشن میں چابی ڈالتے ہوئے غازیان نے سختی سے ٹوکا۔

"ان میں سے ایک بھائی ہے تمھارا اور دوسرا کزن۔رشتوں کا خیال رکھ کر الفاظ ادا کرو۔"

"انہوں نے جیسے رشتوں کا بڑا حق ادا کیا ہے۔"

سر جھٹک کر کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے وہ خفا سا بولا تھا۔

"ہاں، تم ان کی برابری کر لو۔پھر تم میں اور ان میں فرق ہی کیا رہ جائے گا۔"

جواباً وہ خاموش رہا۔وہ اس بات پر بحث کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔اس نے ڈش بورڈ سے اپنا موبائل اٹھاتے ہوئے اسکرین آن کی۔اگلے چند لمحے گاڑی خاموشی سے اپنے سفر پر رواں دواں رہی۔پھر اسے مصروف پا کر غازیان کھنکھارا۔

"ویسے تمھیں اُس سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔وہ پہلے ہی مینٹلی کافی ڈسٹرب لگ رہا تھا اور۔۔۔"

"نو مور غازیان۔۔"

اس نے اکتا کر اس کی بات کاٹی اور موبائل بند کیا۔

"میں مزید اخلاقی لیکچر سننے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔"

پھر یک دن جیسے کچھ یاد آنے پر بولا۔

"اینی وے پرسوں آنٹی لوگ آرہے ہیں نہ۔ پھر کب ملوارہے ہو مجھے زینب سے۔۔"

"ابھی نہیں، پہلے اپنا دماغ درست کرو۔ جیسی اوٹ پٹانگ باتیں کررہے ہو۔ ایویں کوئی کانٹ کروگے۔"

غازیان نے سنتے ہی انکار کردیا۔ پھر اس نے کار کا موڑ کاٹا۔ ایان نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"غازیان، آر یو اوکے۔۔۔ یہ تم ہی بول رہے ہو نا۔"

"یار تم سب بھول کیوں جاتے ہو۔ رائٹر ہونے کے ساتھ ساتھ میں ایک پنجابی فیملی سے بھی تعلق رکھتا ہوں۔ میری باتوں میں اس طرح کے الفاظ خود بہ خود آجاتے ہیں۔۔"

اس نے زچ ہو کر کہا۔ وہ سب چاہتے تھے وہ بس شریفوں والی زبان استعمال کرے۔ جب بھی وہ کوئی ایسا ویسا لفظ بولتا تھا وہیں اس کی پکڑ ہو جاتی تھی۔ پتہ

نہیں وہ سب یہ کیوں نہیں سمجھتے تھے کہ آبائی زبان کا کچھ تو اثر ہونا تھا نہ۔

"اچھا وہ سب چھوڑو۔ ہم زینب کی بات کر رہے تھے۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم مجھے آج۔۔۔ نہیں بلکہ ابھی لے چلو۔ کل اس سے بات کی تو اس کے پاس سوچنے کے لئے صرف ایک دن ہو گا اور جذبات میں آکر وہ کوئی غلط فیصلہ ہی نہ کر لے۔ آج بات کی تو کم از کم اسے سوچنے کیلئے دو دن کا وقت تو ملے گا۔"

وہ ایک دم سے کافی سنجیدہ ہو گیا تھا۔ موحد اور منان کا غصہ جیسے زینب کے موضوع نے دبا دیا تھا۔ اس کی بات میں کافی دم تھا۔ غازیان بھی سوچ میں پڑ گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایان کی پریشانی کے دنوں میں وہ اس پر زخرف سے ملاقات کا زور ڈالے لیکن اب وقت بھی کافی کم تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایان کچھ غلط نہیں ہونے دے گا لیکن۔۔۔ اس نے ایک نظر ایان کو دیکھا جو منتظر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحہ لگا تھا اسے فیصلہ کرنے میں۔

"آر یو شیور۔۔۔ کچھ غلط نہیں ہو گا؟"

"بھروسہ رکھو، نہیں ہو گا۔"

اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔ جواباً غازیان نے گہری سانس لے کر

گاڑی زخرف کے گھر کو جاتے روڈ پر ڈالی۔

"یہاں سے کتنا دور ہے تم دونوں کا گھر؟"

اب وہ سفید شرٹ کے آستین کہنیوں تک موڑتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"تم ایسے پوچھ رہے ہو جیسے تمھیں پتہ نہیں ہے۔ خیر بس پانچ منٹ اور لگے گے۔۔"

جواباً وہ ہلکا سا ہنس کر سر جھٹکتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ ذہنی رو یک دم ہی بدل گئی تھی۔ پانچ سالوں کا سفر تھا یا پانچ منٹ کا۔ وہ اندازہ نہیں لگا پا رہا تھا۔ کچھ دیر پہلے، موحد اور منان پر غصہ جیسے اب کہیں دور جا سویا تھا۔ ان چھ سالوں میں چند ایک بار زینب کو دیکھنے کے مناظر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائے۔

www.novelsclubb.com

کیسے اس نے اُس صبح غازیان کو اکیلے جانے دیا اور اگلے کچھ دن گھر والوں کے منہ سے وہ الفاظ سنے۔ چند ایک بار زینب کی ملتان واپسی کے بعد اس نے اسے ہوسپیٹل میں بھی دیکھا تھا۔۔۔

دوسری طرف غازیان خود کو زخرف کے ہر متوقع ردِ عمل کیلئے تیار کر رہا تھا۔ گو

کہ اسے امید یہی تھی کہ زخرف زیادہ مشتعل نہیں ہو گی لیکن پھر بھی چاہنے کے باوجود وہ زخرف کے ردِ عمل کا کوئی مکمل نقشہ کھینچ نہیں پا رہا تھا۔

جب ان کی گاڑی زخرف کے گھر کے باہر رُکی اس وقت تین بجے کا وقت تھا۔ گاڑی روک کر اس نے ایان کی طرف چہرہ موڑا جو اپنا کوٹ پچھلی سیٹ پر رکھ رہا تھا۔ سیدھا ہوتے ہوئے اس کی نظر غازیان پر پڑی تو ٹھٹھکا۔

"کیا ہوا۔۔؟"

"کچھ نہیں۔ چلو۔۔"

سر جھٹک کر وہ دروازے کھولنے لگا۔ ایان بھی کندھے اچکا کر باہر آیا۔ گاڑی آج اس نے گھر کے باہر ہی پارک کر دی تھی۔ باہر نکل کر اس نے ایک طائرانہ نگاہ اس ایک منزلہ گھر پر ڈالی۔ بلاشبہ وہ ایک خوبصورت گھر تھا۔ غازیان آگے بڑھ کر دروازہ کھولنے لگا۔ ایان نے سر جھٹک کر ایک دفعہ اپنے حلیے پر نظر ڈالی۔ بلیک ڈریس پینٹ پر سفید شرٹ پہن رکھی تھی، جس کے آستین کہنیوں تک موڑے ہوئے تھے۔ کوٹ ندارد تھا۔ غازیان کے پیچھے وہ اس گھر میں داخل ہوا۔ اپنے پیچھے وہ دروازہ بند کر کے مڑا تو دیکھا غازیان پتھریلی روش پر راہداری میں

آگے بڑھ رہا تھا۔اس نے گردن دائیں طرف موڑی تو وہاں ایک سیاہ کار کھڑی تھی۔ بائیں طرف ایک چھوٹا سا لان تھا۔وہ مخالف سمت کونے میں کھڑی تھی۔ وہ یہاں سے اس کی پشت دیکھ سکتا تھا۔

لمبے سیاہ بالوں کی پونی ٹیل اس کی پشت پر جھول رہی تھی۔سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ سر کبھی دائیں اور کبھی بائیں ہلاتی۔یہاں سے واضح نہ تھا کہ وہ کیا کر رہی ہے۔وہ بھی پتھریلی روش پر آگے بڑھنے لگا۔وہ دیکھ سکتا تھا کہ غازیان جب اس کے قریب پہنچا تو آہٹ پر وہ چہک کر پلٹی۔جیسے اسے یقین تھا کہ صرف غازیان ہی ہو گا۔وہ سامنے سے ہٹی تو منظر واضح ہوا۔پیچھے اسٹینڈ کے سہارے کینوس ٹکا تھا۔

سفید پیپر پر کچھ رنگ بکھرے تھے لیکن کوئی تصویر مکمل نہیں لگتی تھی۔

غازیان کو دیکھ کر اس نے پینٹ برش ساتھ رکھی چھوٹی میز پر رکھا اور آگے بڑھ کر جھولے پر رکھا اپنا ڈوپٹہ اٹھانے لگی۔

ایان لان کے ایک کونے پر کھڑا ہو گیا۔وہ دیکھ سکتا تھا کہ زخرف اب مسکرا کر کینوس کی طرف اشارہ کر کے غازیان سے کچھ کہہ رہی تھی۔وہ ابھی بھی اس کی

موجودگی سے انجان لگتی تھی۔ ہوا کے باعث دو لٹیں اڑ اڑ کر اس کے چہرے کو بھی چھو رہی تھیں۔ جنہیں وہ ہاتھ سے پیچھے کرتی۔ اس کے چہرے پر کچھ جگہ مختلف رنگ بھی لگے تھے۔ اسے دیکھتے ہوئے ایان کو ارد گرد کی آوازیں آنا بند ہو گئیں۔ بیک وقت کچھ مختلف آوازیں اس کے کانوں میں گونجی۔

"ایان بھائی، مجھے شانزے کی طرف ڈراپ کر دیں۔"

وہ اپنی بریسلیٹ میں الجھے ڈوپٹے کو چھڑوانے کی کوشش کرتی کہہ رہی تھی۔

"ایان بھائی، آپ ہمیشہ میرے ساتھ چیٹنگ کرتے ہیں۔ میں اگلی بار آپ کے ساتھ نہیں بیٹھوں گی۔"

"دیکھئیے گا۔ اس بار آپ میرا ڈئیر پورا نہیں کر پائیں گے۔"

"ایان بھائی، جنہیں ہم سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں وہ جلدی کیوں چلے جاتے ہیں؟"

خالد صاحب کی وفات کے بعد جب اس نے زینب سے بات کرنی چاہی تو وہ بس یہی بات دہرا رہی تھی۔

"کیا آپ کو کسی نے بتایا نہیں کہ لڑکیوں سے رشتے کے معاملے میں رضامندی

نہیں پوچھی جاتی۔"

وہ تلخ لہجہ۔

"آپ کا کزن اور آپ کا بھائی سب جانتے ہیں۔وہ لڑکا نشئی ہے۔"

ایان نے سر جھٹک کر تمام آوازوں کو دور بھگانا چاہا۔وہ دماغ کو حاضر رکھنا چاہتا تھا لیکن اسے دیکھتے ہی بہت سی پُرانی باتیں یاد آئی تھیں۔اس نے دیکھا غازیان اب اس کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہہ رہا تھا اور تبھی۔۔۔۔۔

اس سب میں پہلی بار کسی تیسرے کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے زخرف نے گردن موڑی۔اس کی نظر ایان پر پڑی تو پلٹنا ہی بھول گئی۔وہ جیسے اتنی دور سے بھی اسے صرف ایک نظر دیکھتے ہی پہچان گئی تھی۔اب ایان نے قدم آگے بڑھائے۔جیسے جیسے وہ آگے بڑھ رہا تھا اس نے دیکھا۔زخرف کے چہرے پر سُرخی پھیلتی جا رہی تھی۔اس نے ہونٹ سختی سے بھینچ لئے۔آنکھوں میں گلابی لکیریں بھی ابھری تھیں۔قریب پہنچنے پر اس نے اپنے لب وا کئے۔

"اسلام علیکم!"

گفتگو کا پہلا اصول۔

"وعلیکم اسلام!"

اس نے بڑے ضبط سے جواب دیا۔ ضبط کی وجہ سے آنکھوں میں نمی بھی ابھری دیکھائی دی۔ وہ کسی تیسرے کے سامنے غازیان سے لڑ نہیں سکتی تھی۔ اس لئے کمالِ ضبط سے کھڑی رہی۔ دونوں ہاتھوں کو سختی سے ایک دوسرے میں بھینچے اس نے سر جھکا کر آنکھوں کی نمی اندر اتاری۔ ایان نے اسے ایزی ہونے میں مدد دی۔

"کیسی ہو۔۔؟"

"میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسے ہیں؟"

اب کی بار اس نے چہرہ اٹھایا تو مطلع صاف تھا اور وہ بہت سنبھل گئی تھی۔ حال تو ایان کا بھی اس سے مختلف نہ تھا۔ کیا پتہ وہ کوئی چیز ہی اٹھا کر دے مارے۔ اب زخرف سے کوئی بعید نہیں تھی۔ لیکن وہ خود کو کمپوز کئے ہوئے تھا البتہ اسے زخرف کے چہرے پر واضح حیرت کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت سے تاثرات نظر آرہے تھے۔ جسے وہ کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ جیسے یہ سب واقعی اس کی توقع کے برعکس تھا۔

"میں بھی ٹھیک۔ دراصل مجھے تم سے بات کرنی تھی۔ بتایا ہوگا غازیان نے تمھیں۔"

ساتھ ہی اس نے غازیان کو دیکھا۔ جیسے اسے تو کچھ پتہ ہی نہیں۔ زخرف نے اب غازیان کی طرف گردن موڑی اور شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔

"نہیں، غازیان ہر بات مجھے نہیں بتایا کرتا۔ شاید آپ۔۔"

پھر اس نے لاعلمی سے غازیان اور ایان کی طرف اشارہ کیا۔ جسے سمجھتے ہوئے ایان جلدی سے بولا۔

"وہ، یہ دوست ہے میرا۔۔"

"ہاں، شاید آپ دوست ہیں اس لئے آپ کو بتایا ہو۔۔"

پُر شکوہ لہجے میں اس نے بات مکمل کی۔

www.novelsclubb.com

"آہم آہم۔۔"

اس سب میں غازیان پہلی بار کھنکھارا۔ زخرف سے نظریں بھی چرائیں۔

"میرا خیال ہے۔ ہمیں اندر لاؤنج میں بیٹھ کر بات کرنی چاہیے۔"

"ہاں ضرور۔۔"

زخرف نے تائید کی۔غازیان نے اندر کی طرف اشارہ کیا۔ایان آگے بڑھا۔ غازیان بھی نظر بچاتے ہوئے اس کے پیچھے ہو لیا۔زخرف اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔جب وہ دونوں اندر چلے گئے تو کب سے خود پر ضبط کئے کھڑی زخرف لڑکھڑائی۔اس نے کینوس پر ہاتھ رکھ کر خود کو سہارا دیا۔چند گہری سانسیں لے کر اس نے خود کو نارمل کرنا چاہا لیکن گال خود بہ خود گیلے ہوتے محسوس ہوئے۔

"غازیان اور ایان بھائی۔۔؟"

"لیکن غازیان انہیں جانتا تھا یہ میری فیملی سے ہیں۔پھر۔۔؟"

"کیا غازیان انہیں نکاح سے پہلے سے جانتا تھا؟"

اس کے ذہن میں بیک وقت بہت سے سوالات اٹھے لیکن وہ جانتی تھی جب تک اندر نا گئی اسے،اس کے سوالوں کے جواب نہیں ملنے تھے۔اس لئے اس نے بامشکل خود کو نارمل کیا۔گال رگڑے۔ڈوپٹہ ٹھیک کیا اور اندر کی طرف بڑھی۔چہرے پر رنگوں کے نشان ابھی بھی موجود تھے۔

لاؤنج کی فضا میں تناؤ سا محسوس ہوا۔ عجیب ایک سرد مہر سا ماحول تھا۔ان کے چہروں کو دیکھ کر ایسے لگتا تھا جیسے آکسیجن کی شدید کمی ہے۔وہ تینوں اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔ لیکن زینب اب پہلے سے بہتر ہو چکی تھی۔دفعتاً زینب سنجیدگی سے صوفے پر ذرا آگے ہوتے ہوئے بولی۔

"جی بولیں۔آپ کو کیا بات کرنی تھی؟"

یہ سوال کرتے ہوئے زینب نہیں جانتی تھی کہ جواب بہت لمبا ہونے والا تھا۔

ایان جو اس کے سامنے بیٹھا تھا۔اس نے ایک نظر زینب کے چہرے کو دیکھا جہاں اب صرف سنجیدگی تھی۔یقیناً وہ اپنے بہت سے تاثرات چھپا چکی تھی۔

بالآخر اس نے گہری سانس لیتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"مجھے پتہ ہے تم مجھے اور غازیان کو ساتھ دیکھ کر حیران ہو گی لیکن۔۔۔"

وہ زینب کے تاثرات دیکھ کر رُکا جس کی گردن میں گلٹی سی ابھری تھی۔

"میں تمھیں یہی بتانے آیا ہوں کہ میں اور غازیان تقریباً پندرہ سال سے ایک

دوسرے کو جانتے ہیں۔ تم نے اسے پہچانا نہیں۔ ورنہ بڑے ابو کی وفات سے پہلے چند ایک دفعہ یہ گھر آیا تھا۔"

اتنا کہنے کے بعد وہ پھر رُکا تھا اور زینب کے تاثرات دیکھے۔ جہاں توقع کے عین مطابق وہ جیسے سکتے میں آگئی تھی۔ اس نے شاکی نظروں کا رُخ پھیر کر غازیان کو دیکھا۔ غازیان نے نظریں نہیں چُرائیں۔ اب سامنا کرنے کا وقت تھا۔ زینب کی آنکھوں میں حیرانی اور بے یقینی کے ساتھ بہت سے جذبے تھے۔

"تمھاری زندگی کے بہت سے لمحے جن میں تمھیں لگتا تھا کہ تم اکیلی ہو یا غازیان تمھارے ساتھ ہے تو اس میں ایک شخص کا اضافہ کر لو۔ میں تمھاری زندگی کا ہر فیصلہ جانتا تھا۔ سوائے تم دونوں کے نکاح کے۔۔"

کچھ دیر کیلئے موجودہ دن سے بارہ سال پیچھے چلتے ہیں:

وہ ایک ہنستی مسکراتی خوشگوار سی شام تھی۔ ہلکی ٹھنڈی ہوا لان میں ٹہلتے ہوئے لوگوں کو بھلی معلوم ہوتی تھی۔ ایسے میں وہ لان میں ایک طرف آمنے سامنے کھڑے تھے۔ غازیان مسکراتے ہوئے اپنے سیکنڈ ائیر رزلٹ کے مارکس بتا رہا تھا۔ وہ اس وقت ایک ٹین ایجر سا لڑکا تھا۔ موجودہ دن کے مقابلے میں کافی دبلا

پتلا اور قد میں ابھی چھوٹا تھا۔ایان بُرے موڈ کے ساتھ سن رہا تھا کیونکہ اس بار پھر اس کے غازیان سے پورے پینتیس نمبر کم آئے تھے۔

"بس اب دل چھوٹا مت کرو۔ میتھس کے دس نمبر، انگلش میں ایڈیمز کے پانچ نمبر اور اُردو میں تھوڑے نمبر اور آجاتے تو تمھارے بھی میرے۔۔"

وہ جو ہاتھ ہلا ہلا کر بات کر رہا تھا۔اچانک اوپر نظر پڑی تو زبان کو بریک لگا۔چلتے ہوئے ہاتھ بھی رُکے۔وہ بس ٹکٹکی باندھے اوپر دیکھے گیا۔چند لمحے بعد ایان کھنکھارا۔

"غازیان شرم کرو۔میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر میری ہی کزن کو گھوری جا رہے ہو۔"

غازیان زرا کھسیانا سا ہو گیا۔اس نے کان کھجاتے ہوئے نظروں کا رُخ ایان کی طرف موڑا۔

"وہ بالکونی میں بڑے ابو کے ساتھ کھڑی ہے۔وہ تو شکر ہے رُخ دوسری طرف کا ہے۔ورنہ ان کی زرا بھی تم پر نظر پڑی تو تمھاری خیر نہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔وہ جانتے ہیں میں شریف بچہ ہوں اور تمھارا تو رُخ بھی ادھر

نہیں ہے۔ تمھیں کیسے پتہ وہ اوپر ہی کھڑی ہے۔"

"اچھا اچھا بس، اب بات نہیں بدلو اور ویسے بھی۔۔"

ایان نے اس کی گردن میں بازو ڈالتے ہوئے بات کا رُخ بدلا اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہوئے وہ دونوں لان میں چلنے لگے۔ وہ ان چند ملاقاتوں میں سے ایک ملاقات تھی جو ان کے گھر ہوئی تھی۔

اس واقعے کے چند دن بعد جب ایان کی غازیان سے ملاقات ہوئی تو وہ دونوں ایک ریسٹورنٹ میں بیٹھے تھے۔ لنچ کا وقت تھا۔ معمول کے مطابق اس وقت ہر طرف گہما گہمی تھی۔ وہ دونوں سنجیدہ چہرے کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ غازیان کے سامنے کافی کا ان چھوا کپ رکھا ہوا تھا۔ جبکہ ایان وقفے وقفے سے اپنے سامنے رکھے کپ سے چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

"میں واقعی سنجیدہ ہوں۔ میں اس کی ہر طرح کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار ہوں۔ تم اس معاملے میں کیا کر سکتے ہو؟"

ایان نے اپنے کپ سے آخری گھونٹ بھرا اور گہری سانس لے کر غازیان کو دیکھا۔

"اگر تم واقعی اس کے معاملے میں سیریس ہو تو تمھیں کچھ دیر انتظار کرنا پڑے گا۔ وہ ابھی پڑھ رہی ہے۔ تایا جان ابھی اس کے بارے میں ایسا کچھ نہیں سوچ رہے۔ وہ پڑھنا چاہتی ہے اور تایا جان اسے پڑھائے گے۔ بہتر یہی ہے کہ تم اس کی پڑھائی مکمل ہونے کا انتظار کرو۔ تب تک خود بھی اس قابل ہو جاؤ کہ اس کی ذمہ داری اٹھا سکو۔ ہم اپنے گھر کی بیٹی ایسے ہی کسی بے روزگار کو تو نہیں دے گے نا۔۔"

ایان نے بات کے آخر میں اسے بھی احساس دلایا تھا کہ ابھی وقت نہیں ہے۔

جواباً غازیان نے بگڑے موڈ کے ساتھ جواب دیا۔

"گاؤں میں میری اتنی زمینیں ہیں۔ سب کچھ میرا ہی ہے۔۔۔"

وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا جب ایان نے بیچ میں ہی اس کی بات اچک لی۔

"یاد رکھو اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ تم اس کی ذمہ داری اٹھا سکتے ہو۔ وہ سب تمھارے ابو کا ہے اور ہاں، تم لوگ تو اپنی ذات سے باہر شادی نہیں کرتے تو تم اپنے گھر والوں کو کیسے مناؤ گے۔؟ بعد میں زینب کیلئے کوئی مسئلہ ہوا تو؟"

بات کرتے ہوئے اچانک ہی ایان کو یک نئی فکر نے آن گھیرا۔ یہ سوال کافی بڑا

تھا۔ لیکن غازیان نے ہاتھ جھلاتے ہوئے بے فکر انداز اپناتے ہوئے کہا۔

"اس کی فکر نہیں کرو۔ بس امی کو منانا ہو گا۔ وہ ہمیشہ میری ہی سنتی ہیں۔ بابا کو وہ خود ہی منا لے گیں۔۔"

"اور اگر ایسا نا ہوا۔؟"

ایان نے پھر پوچھا۔ وہ مطمئن نہیں ہوا تھا۔

"یار تم ابھی امی کو نہیں جانتے۔ وہ سچوئیشن سنبھالنا اچھے سے جانتی ہیں۔ میرے لئے کم از کم وہ اتنا کر لے گی۔"

"ایک دفعہ پھر سوچ لو غازیان، خاندان کی روایات کو توڑنا آسان نہیں ہوتا۔"

"میں پھر کہیں اور شادی نہیں کروں گا۔ امی، ابو کو میرے لئے اپنے خاندان کی روایات کو توڑنا ہو گا اور ویسے بھی میرے حساب سے یہ بہت فضول قسم کی ضد ہے۔ روایت نہیں۔۔"

سر جھٹکتے ہوئے غازیان نے بات ہی ختم کر دی۔ ایان خاموشی سے اسے دیکھتا گیا۔ وہ واقعی سنجیدہ تھا۔ خیر! ایان نے اسے ساری بات بتا دی تھی آگے بس اسے خاموشی سے انتظار کرنا تھا۔

دس سال پہلے: (خالد صاحب کی وفات کے کچھ دن بعد)

آسمان کا رنگ نیلے سے جامنی میں بدل رہا تھا۔ جامنی رنگ میں ہلکے ہلکے اندھیرے کی آمیزش تھی۔ پرندے اپنے گھروں کو لوٹتے دیکھائی دے رہے تھے۔ سڑکوں پر گاڑیوں کی آمد رفت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ مصروف شہراؤں پر بتیاں جل اٹھی تھیں۔ ایسے میں باہر کی رونق کے برعکس اس گھر کی فضا میں ایک عجیب سی اداسی تھی۔ ہر طرف سوگواریت کا ماحول چھایا ہوا تھا۔

راہداری سے گزر کر لاؤنج میں آؤ تو وہاں بھی خاموشی کا راج تھا۔ صوفے اپنی اصل جگہ پر واپس آ چکے تھے لیکن وہ پھر بھی ایک طرف نیچے کارپٹ پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک تسبیح تھی۔ لاؤنج میں کوئی بھی نہیں تھا لیکن اسے پھر بھی اپنے ارد گرد بہت سی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اس کی نظریں گود میں رکھے اپنے ہاتھ پر تھیں لیکن آنکھوں کے سامنے بس ایک ہی چہرہ تھا۔

"بابا، میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی۔"

"ہاں بھئی، زینب میرے ساتھ ہی جائے گی۔ بابا کہیں جائیں اور زینب ان کے

ساتھ نہ جائے ایسا نہیں ہو سکتا۔"

بے اختیار اس کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر لہرایا تو اس کی آنکھیں بھیگنے لگیں۔ سر جھکائے اس کی گود میں بہت سے آنسو گرے تھے۔ وہ یہی سوچتی رہتی کہ کاش! اس بار بھی بابا ساتھ لے جاتے۔ یہ دکھ تو نہ دیکھنا پڑتا۔ غم تھا کہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔ وہ روزانہ یہاں آکر کئی کئی گھنٹے بیٹھی رہتی تھی۔ اس کا بس چلتا تو کمرے میں ہی رہتی لیکن کوئی نہ کوئی افسوس کیلئے آیا رہتا تھا اور امی کی طبیعت ایسی نہ تھی کہ وہ ان سب سے مل سکیں۔ وہاں بیٹھے ہوئے کھانا بھی کوئی دے جاتا تو ٹھیک ورنہ اسے اپنی ہوش بھی نہیں تھی۔ ارد گرد بہت سی آوازیں گونجتی تھیں۔ سب بول رہے ہوتے تھے لیکن وہ خاموش رہتی تھی۔ زینب کیلئے زندگی کے ان دنوں میں جیسے ردِ عمل دینے کی خواہش ختم ہو گئی تھی۔ یاد تھا تو بس یہ کہ بابا نہیں رہے۔

"زینب۔۔"

وہ ایسے ہی بیٹھی تھی جب ایان اس کے سامنے آکر بیٹھتے ہوئے بولا۔ زینب نے آہستگی سے اپنی آنکھیں صاف کیں اور چہرہ اٹھایا۔ بولی کچھ نہیں۔

"بس کرو۔مت رو۔سروائیو کر جاؤ۔"

"جن سے ہم زیادہ پیار کرتے ہیں وہ جلدی کیوں چلے جاتے ہیں؟"

وہ کہنا بہت کچھ چاہتی تھی لیکن جب بولی تو منہ سے صرف ایک ہی جملہ ادا ہوا۔

ایان نے دیکھا اس کی آنکھیں بھیگی ہوئی تھیں لیکن وہ ضبط سے آنسوؤں کو روکے ہوئے تھی۔

"زینب دیکھو۔۔"

وہ کچھ کہنے ہی والا تھا جب غزل لاؤنج میں آتے ہوئے بولی۔

"ایان بھائی آپ کا کوئی دوست آیا ہے۔"

ایان نے چونک کر گردن موڑی۔اس کا دوست؟زینب دوبارہ اپنی تسبیح کی طرف متوجہ ہو گئی۔اس کیلئے یہ سب باتیں بے معنی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"میں آتا ہوں۔"

زینب کو بولتے ہوئے وہ آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔باہر لان میں آیا تو اندھیرے کے ساتھ ٹھنڈی ہوا نے اس کا استقبال کیا۔پہلے اس نے آگے بڑھ کر برآمدے کی لائٹ جلائی پھر سنجیدہ چہرے کے ساتھ لان کی دائیں طرف بڑھا جہاں

غازیان کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔اس کو اپنی طرف آتا دیکھ کر غازیان مصافحے کیلئے آگے بڑھا۔ پھر وہ اسے لئے وہیں لان میں کرسیوں پر بیٹھ گیا۔چند لمحے دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔دونوں کی قد و قامت اور صحت میں پہلے سے کافی بدلاؤ تھا۔کچھ دیر بعد ایان کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"دیکھو غازیان، جب تک بڑے ابو تھے میں نے کبھی تمھیں نہیں روکا تھا۔ کیونکہ تب زینب کے مستقبل کا فیصلہ وہ خود کرتے لیکن اب ان تینوں بہنوں کی زندگی بہت سے ہاتھوں میں آجائے گی۔اس لئے میں نہیں چاہتا زینب کے کردار پر کسی طرح کی کوئی بات آئے۔جس طرح تم نے پہلے زینب سے ملنا تھا تم اب بھی اسی طرح ملو گے لیکن۔۔"

وہ رُکا۔جیسے آگے الفاظ کہنے کیلئے ہمت مجتمع کر رہا ہو۔غازیان نے اس کی مشکل آسان کر دی۔

"اس لئے تم چاہتے ہو میں گھر نہ آیا کروں اور تم سے اپنا کوئی تعلق ظاہر نہ کروں کیونکہ اگر آئندہ کبھی ہم مل بھی گئے تو گھر والے باتیں نہ بنائیں کہ کیسا لڑکا تھا۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔"

غازیان نے سر کو دو تین دفعہ اثبات میں ہلایا تھا۔ جیسے وہ واقعی سمجھ رہا ہو۔

"کبھی نہیں، ان شاءاللہ تم لوگ ملو گے۔ گھر میں ویسے بھی تم زیادہ نہیں آتے تھے۔ کسی کو پہچان نہیں ہے اور اللہ کرے کسی کو یاد بھی نہ ہو اور ویسے بھی تم جب جب آئے ہو لان کی حد تک ہی رہے ہو۔ پھر بھی اگر ان فیوچر کوئی مسئلہ ہوا تو ہم دیکھ لیں گے لیکن فلحال ہم جہاں اس معاملے کو پکڑ سکتے ہیں وہاں سے ہی پکڑ لیں اور ہاں یار معذرت میں کبھی اس طرح منع نہیں کرتا۔۔۔"

وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا جب غازیان نے اس کی بات کاٹ دی۔

"اگر اس طرح کہو گے تو مجھے بھی بُرا لگے گا۔ دوست کہتے ہو نہ مجھے۔۔ تو بس تم نے کہا میں نے سمجھ لیا اور یہی تو دوستی ہے۔ یاد ہے نہ دوستی کا ایک ہی اصول۔۔"

www.novelsclubb.com

دوسری طرف وہ کہتے ہوئے کھڑا ہوا۔ ایان بھی افسردہ مسکراہٹ لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ سمجھنے میں غازیان سے بہتر اسے کوئی انسان نہیں ملا تھا۔

"ہاں یاد ہے۔۔۔ ایک دوسرے کو سمجھنا اور ایک دوسرے کیلئے ہونا۔"

"ارے واہ، تمھیں تو میری سب سے پہلی کہی ہوئی بات بھی یاد ہے۔"

اور ایان آگے بڑھ کر اس کے گلے لگ گیا۔ شاید ان دونوں میں شروع سے ہی یہ جذباتی سارشتہ تھا۔

سکول کی ایک کلاس سے شروع ہونے والی یہ دوستی دونوں کیلئے ہی اہم تھی۔

غازیان کو بچپن میں ہی اس کی امی نے شہر میں پڑھنے کیلئے بھیج دیا تھا۔ ایان کی کم گو طبیعت کی وجہ سے منان اور موحد کی اس سے نہیں بنتی تھی جس کی وجہ سے ایان نے خود کہہ کر اپنا داخلہ الگ سکول میں کروایا تھا۔ غازیان اپنی نانی (بشریٰ اماں) کے گھر رہتا تھا اور ہفتے میں ایک دو دفعہ گاؤں کا چکر بھی لگا لیتا تھا۔ لیکن ایان سے اس کی دوستی بڑھتی گئی۔ وجہ، ان دونوں کی اکیلے رہنے کی عادت اور گم گو ہونا بنی۔ دونوں تقریباً ایک جیسی طبیعت کے مالک تھے۔ پتہ نہیں یہ دوستی کب اتنی مضبوط ہوئی کہ ان دونوں کو پتہ ہی نہیں چلا۔

www.novelsclubb.com

ان کے دو اور دوست بھی بنے تھے۔ انہوں نے اپنے گروپ کا نام ایش گروپ رکھا تھا۔ لیکن ان دونوں کی اپنی بات تھی۔ غازیان کبھی کبھی ایان کے گھر بھی جاتا تھا۔ اس کی خالد صاحب سے پہلی ملاقات تب ہوئی جب وہ ایک دن ایان سے مل کر جانے لگا تھا۔ یہ پہلی دفعہ کا ہی واقعہ ہے جب غازیان ان کے گھر گیا

تھا تب واپسی پر باہر موٹر سائیکل پر بیٹھتے ہوئے اس کی نظر دروازے سے باہر نکلتے ایک مرد پر پڑی۔ وہ دیکھنے میں درمیانی عمر اور پُر کشش سے لگتے تھے۔ وہ اس کی طرف آ رہے تھے تو غازیان کی نظر ان کی آنکھوں پر پڑی۔ وہ دور سے ہی چمک رہی تھیں۔ گہری سیاہ۔ ان کے چہرے کو دیکھتے ہوئے غازیان کو ایسے لگا جیسے اس نے انہیں پہلے کہیں دیکھ رکھا ہے۔ وہ یک ٹک انہیں دیکھے گیا۔ وہ اس کے قریب آ کر کھنکھارے تو وہ چونکا۔ پھر جلدی سے آگے بڑھ کر سلام کیا۔

"انکل میں غازیان، ایان کا دوست۔ ہم ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں۔ سکول بھی ایک ہی ہے ہمارا۔"

اس نے خود ہی اپنا تعارف کروایا۔ جواباً انہوں نے بتایا کہ وہ ایان کے تایا ہیں۔ پڑھائی کی کچھ باتیں کرنے کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا۔ لیکن یہ ملاقات صرف یہیں تک نہیں رہی وہ چند ایک بار ہی ایان کی طرف آیا تھا لیکن وہ ان سے مل کر ضرور جاتا تھا اور جلد ہی اسے پتہ لگ گیا تھا کہ اس نے پہلے دن جس لڑکی کو دیکھا تھا وہ اسی کے بابا تھے۔ اس لئے ان کے چہرے میں کافی مشابہت تھی۔ اس لڑکی کا نام بھی پوچھنے میں اس نے چند دن لئے تھے لیکن پھر ایک دن

اس نے ایان سے پوچھ ہی لیا۔ جواباً اس نے ایک گہری نظر اسے دیکھنے کے بعد بتایا تھا۔

"اس کا نام زینب ہے۔ ہمارے گھر کا خاموش فرد۔"

غازیان نے مزید کچھ نہیں پوچھا۔ بس سر ہلا دیا۔ اس کو ایان کی وہ ایک گہری نظر بہت لگی تھی یوں وہ جیسے اپنے گھر کی لڑکی کے بارے میں بات کرتے ہوئے ہچکچایا تھا یاں اسے بُرا لگا تھا اور وہ پہلا موقع نہیں تھا جب ان دونوں کے درمیان زینب کی بات ہوئی۔

پھر غازیان نے خود خالد صاحب سے رابطہ شروع کر لیا کیونکہ انہوں نے دوسری ملاقات میں ہی اسے کہا تھا کہ۔۔۔

"بھلے گھر کے لگتے ہو۔ بے شک ادھر اپنی نانی کی طرف ٹھہرے ہوئے ہو لیکن اگر کبھی کسی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کہہ دینا۔"

یہ ملاقات ایک پارک میں ہوئی تھی۔ غازیان روزانہ صبح کے وقت سیر کیلئے جایا کرتا تھا۔ ویسے تو وہ سیر نانی جان کے گھر کے قریب ہی کسی پارک میں کیا کرتا تھا۔ لیکن اس دن وہ چلتے چلتے زرا دور آنکلا۔ اور پارک میں داخل ہوتے ہی اس

کی نظر خالد صاحب پر پڑی۔ غازیان ایک لمحے کو حیران ہوا پھر جلدی سے آگے بڑھا اور سلام کیا۔ انہوں نے بھی اسے فوراً پہچان لیا تھا۔

"خیریت ہے برخوردار، سیر کیلئے آئے ہو؟"

"جی انکل میں روزانہ صبح کی سیر کیلئے نکلتا ہوں۔ آج اپنے گھر سے زرا دور آنکلا تو آپ نظر آ گئے۔"

"حیرانی والی بات ہے۔۔"

اس کے کندھے کو تھپکتے ہوئے وہ جاگنگ ٹریک پر آگے بڑھنے لگے۔ غازیان بھی ان کے ساتھ ہی چلنے لگا۔

"آج کل کے بچوں کو کہاں وقت ملتا ہے صبح کی سیر کا۔ اگر کوئی کرتا ہے تو حیرت کی بات ہے۔"

www.novelsclubb.com

جواباً غازیان نے مسکراہٹ دباتے ہوئے سر جھکا لیا۔

"دراصل انکل میں نے اپنا بچپن گاؤں میں گزارا ہے۔ صبح اٹھنے کی عادت ہے۔ بابا کے ساتھ روزانہ ایک گھنٹہ سیر کیا کرتے تھے۔ پھر وہ ایسی عادت بنی ہے کہ ابھی تک قائم ہے۔۔۔"

خالد صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے ستائشی آبرو اٹھائے۔

"ہاں یہ ہے کہ یہاں وہ گاؤں والی کھلی فضا نہیں ہے۔ لیکن صحت کو بہتر رکھنے کیلئے یہ ضروری ہے۔ تبھی کبھی مس نہیں کرتا۔"

خالد صاحب نے جواباً اسے داد دی اور سوال بھی کر ڈالا۔

"بڑی بات ہے اگر اس چیز کو اہمیت دیتے ہو اور گاؤں سے تعلق ہے تمھارا؟"

"جی انکل امی، بابا گاؤں ہی ہوتے ہیں۔ چھوٹے بھائی اور بہن کے ساتھ۔ امی نے بس سٹڈی کیلئے ادھر بھیج دیا ہے۔ نانی کے گھر رہتا ہوں۔"

اور آدھے گھنٹے کی سیر کے دوران وہ اس سے ہلکے پھلکے سوالات پوچھتے رہتے۔

اس کے بعد غازیان کو جب بھی کوئی بات کرنی ہوتی یا کوئی مشورہ لینا ہوتا وہ صبح سیر اسی پارک میں جا کر کیا کرتا تھا۔ تاکہ نہ گھر کسی کی نظروں میں آنے کا مسئلہ ہو اور نا آفس میں منان اور موحد سے بچنا پڑے۔ ان کے درمیان ہونے والی آدھی سے زیادہ ملاقاتیں اسی پارک میں ہوا کرتی تھیں۔

غازیان کی قسمت اچھی تھی اگر وہ کبھی شام کے وقت گھر آیا بھی تھا تو اس کی گھر کے کسی اور فرد سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ منان اور موحد کو شروع سے ہی

بزنس سنبھالنے کا شوق تھا تبھی وہ دونوں کالج کے بعد آفس چلے جاتے اور رات میں زاہد چچا کے ساتھ ہی گھر واپس آتے تھے تبھی غازیان کا کبھی ان سے آمنا سامنا نہیں ہوا۔ خود وہ دونوں کالج کے بعد کمپیوٹر کلاسز لینے چلے جاتے تھے وہاں سے فارغ ہونے کے بعد کہیں باہر ہی گھوم لیا کرتے تھے۔ کیونکہ زینب کی وجہ سے ایان غازیان کو گھر لانے سے احتراز ہی برتتا تھا۔ خالد صاحب چونکہ طبیعت کی وجہ سے کسی دن جلد ہی گھر آجاتے تھے انہیں دنوں میں ایک دو دفعہ غازیان کی ان سے ملاقات ہوئی۔

اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں پڑی تھی لیکن نامحسوس انداز میں وہ اپنے بہت سے مشورے ان سے لینے لگا تھا۔ کبھی صبح سیر کے وقت، کبھی فون پر۔ یہاں تک کہ میٹرک کے رزلٹ کے بعد جب وہ اپنے سبجیکٹ سلیکٹ کرنے لگا تو مشورے کے لئے ان کے پاس ہی گیا تھا۔ مشورہ لیتے ہوئے غازیان کوئی سوال کرتا اور بات لمبی ہو جاتی۔ غازیان کو وہ بہت خوددار سے آدمی لگے تھے۔ اس نے انہیں کبھی منفی سوچتے ہوئے نہیں پایا تھا۔ انہوں نے کبھی اپنی بیٹیوں کی بات بھی اس سے نہیں کی تھی۔ لیکن غازیان نے ان کی نظر میں اپنی ایک وقعت بنالی

تھی۔اس کیلئے وہ اعتبار بہت تھا جو وہ اس پر کرتے تھے۔غازیان کی ان ملاقاتوں سے ایان بے خبر نہیں تھا۔اس نے کبھی اسے روکا نہیں تھا۔بے شک غازیان زینب کے حوالے سے کوئی بات نہیں کرتا تھا لیکن ایان کچھ کچھ سمجھتا تھا۔اس نے کبھی غازیان سے خود بھی اس متعلق بات نہیں کی تھی۔وہ چاہتا تھا وہ خود بات کرے اور تقریباً تین سال بعد غازیان نے خود سے یہ بات کر ہی دی۔اس کو ابھی بھی یاد تھا وہ فرسٹ ائیر کے آخری دن تھے جب ایک دن وہ فروری کی ٹھنڈی شام میں اپنے گھر کے قریب پارک میں ٹہل رہا تھا جب اس نے غازیان کو دور سے اپنی طرف آتے دیکھا۔

اس دن وہ کافی الجھا ہوا اس کے پاس آیا تھا اور اس کو زینب کے بارے میں اپنے احساسات بتانے کے بعد وہ اس سے بس ایک ہی بات پوچھ رہا تھا۔

"میں خالد انکل سے بات کیسے کروں؟"

اور اس بات پر ایان کی سیٹی گم ہو گئی تھی۔اسے اندازہ نہیں تھا وہ براہِ راست یہی بات کرے گا۔وہ غازیان کو پکڑ کر ایک طرف لے آیا اور بینچ پر بٹھا دیا۔یوں لگ رہا تھا کہ وہ اس بات پر کافی دن سوچتا رہا ہے۔پیپرز کی وجہ سے ان کی ملاقات

بھی کم ہو رہی تھی۔

"دیکھو غازیان، ابھی زینب بہت چھوٹی ہے اور ابھی تو وانیہ بھی پڑھ رہی ہے۔ تایا جان نے ابھی کسی بیٹی کے بارے میں ایسے نہیں سوچا۔ تم کم از کم اپنے انٹر ہونے کا تو انتظار کرو۔ وہ۔۔"

غازیان نے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹ دی۔

"میں نے یہ کب کہا کہ ابھی رشتہ کریں۔ میں نے بس ایک دفعہ ان سے بات کرنی ہے۔ مجھے بھی سکون ہو اور اگر انہوں نے اس کی کہیں اور بات پکی کر دی پھر۔۔؟"

"غازیان! غازیان! ریلکس یار۔ زینب بہت حساس ہے۔ تایا جان اتنی جلدی اس کے بارے میں ایسے نہیں سوچے گے۔ انہیں اپنی بیٹیوں میں وہی عزیز ہے۔ وہ اس سے جان چھڑوانے والا کام نہیں کریں گے۔ بہت سوچے گے۔"

اور غازیان نے تھک کر سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔

اس کے بعد غازیان نے زینب کے بارے میں بات کرنا بند کر دی۔ اپنی عمر کے حساب سے اسے کبھی کبھی یہ سب بہت امیچور لگتا تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ کوشش

کرتا تھا کہ اس بارے میں نہ سوچے اور وہ ان دنوں اس چیز میں کامیاب بھی ہو گیا۔ خالد صاحب سے اس کی ملاقات بھی کم ہو گئی۔ ان دنوں اسے پتہ چلا کہ ان کی طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے تو وہ آفس کم ہی آتے ہیں۔ کچھ دن بعد ایان نے اسے میسج کیا کہ

"تایا جان کی طبیعت آج کافی بہتر ہے۔ وہ آفس گئے ہیں اگر تم ان سے ملنا چاہتے ہو تو آفس چلے جانا۔ باہر کہیں ملنا اس بار ممکن نہیں ہو گا۔ وہ اب کم ہی باہر نکلتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایک دو دفعہ تمھارا پوچھا بھی ہے۔"

اور بس شام میں پڑھائی سے فارغ ہو کر وہ بشریٰ اماں کی طرف سے سیدھا آفس جانے کے لئے نکلا۔ وہ اس کی اور خالد صاحب کی آخری ملاقات ہو گی اسے اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"مے آئی کم ان سر!؟"

دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے اجازت لی تو انہوں نے کوئی فائل پڑھتے ہوئے عینک کی اوپر سے نظریں اٹھائیں پھر مسکرا کر فائل بند کرتے ہوئے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔

"برخوردار، اپنے سر کو بھول گئے ہو۔ کوئی اتا پتہ نہیں۔"

اپنا سر کھجاتے ہوئے وہ شرمندہ سی مسکراہٹ لئے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

انہوں نے اسے کافی بار سر کہنے سے منع کیا تھا لیکن وہ پھر بھی انہیں اسی طرح مخاطب کرتا تھا۔

"نہیں نہیں سر، آپ کو کون ظالم بھولے۔ مجھے تو بس آپ کی طبیعت کے بارے میں پتہ لگا کہ کافی خراب رہتی ہے۔ گھر آنا مناسب نہیں لگا۔ ایان سے میں آپ کی خیر خیریت پوچھتا رہا ہوں۔"

اس کی بات پر انہوں نے غور سے اسے دیکھا۔ غازیان ان کے ایسے دیکھنے پر کچھ جز بز سا ہو گیا۔

"بدل گئے ہو کافی۔۔"

www.novelsclubb.com

اور ان کے اس فقرے پر غازیان چند لمحے بنا پلک جھپکے انہیں دیکھے گیا۔ پھر گلا کھنکھارتے ہوئے سر جھٹک کر بولا۔

"مجھے نہیں پتہ آپ کس بارے میں بات کر رہے ہیں۔"

"تمھیں پتہ ہے۔۔"

وہ کہتے ہوئے آگے ٹیبل پر جھکے۔

"تمھیں جس دن پہلی دفعہ دیکھا تھا نہ اس دن ہی بھلے گھر کے لگے تھے۔ عموماً اس طرح جو لڑکے گھر سے دور پڑھنے آتے ہیں وہ اپنی حدود بھول جاتے ہیں۔ امید تو مجھے یہی تھی کہ تم نہیں بھولو گے لیکن پھر بھی میں نے اپنی سی ایک کوشش کی۔ تمھیں لگتا ہے مجھے احساس نہیں ہوتا تھا کہ تم بات کو طول دینے کیلئے مجھ سے سوال در سوال کرتے تھے؟ مجھے ہر چیز کا احساس ہوتا تھا اور یہ دیکھ کر اچھا لگتا تھا کہ کوئی اپنی حدود کو سلامت رکھنے کیلئے کچھ نہ کچھ سیکھنے کو ترجیح دیتا ہے۔ مجھے اچھا لگا تم نے کچھ نہ کچھ سیکھا۔ آج اور کچھ عرصہ پہلے والے غازیان میں تھوڑا سا ہی سہی لیکن فرق ہے اور تمھیں ایک راز کی بات بتاؤں۔۔"

انہوں نے آواز مزید آہستہ کی۔ غازیان سانس روکے انہیں سن رہا تھا۔

"تم امید ہو۔ تمھارا بولنے کا انداز، تمھارا سننے کا انداز، سمجھنے کا انداز۔ سیکھنے والے اور سمجھنے والے بہت آگے تک جاتے ہیں۔ یہ انداز بہت سے لوگوں کے دل پر لگ سکتا ہے۔ کیونکہ جب تم مجھے ملے تھے وہ دن اور آج کا دن، تم نے صرف قد نہیں نکالا تم نے کچھ سیکھا بھی ہے اور آج کل کی نوجوان نسل کم

ہی سیکھتی ہے۔مجھے تمھارا مستقبل بہت روشن نظر آتا ہے۔"

کہہ کر وہ دوبارہ پیچھے ہو گئے۔غازیان کے چہرے پر بہت سے رنگ آجا رہے تھے۔وہ اپنی کیفیت کو کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔خوشی؟حیرانی؟

"کبھی پوچھنا ایان سے، میں تعریف نہیں کرتا کبھی کسی کی۔لیکن تم اس قابل ہو۔مثبت پہلو کچھ زیادہ ہی ہے تمھارے اندر۔"

اور غازیان نے گہری سانس لی۔پھر کرسی پر زرا آگے کو ہوا۔

"اور آج آپ میری تعریف کیوں کر رہے ہیں؟خیریت؟ہماری پہلے بھی تو ملاقات ہوتی رہی ہے۔آپ نے کبھی ایسے بات نہیں کی۔"

"برخوردار، دراصل میری طبیعت آج کل بڑی ناساز رہنے لگی ہے۔زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔سوچا کہیں تعریف کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گیا تو تمھارا حق نہ مر جائے۔۔۔"

"اللہ نہ کرے سر، کیسی باتیں کر رہے ہیں۔اللہ آپ کو تندرستی والی حیات دے۔"

غازیان ایک دم ہی تڑپ کر بولا تھا۔اس کے بے ساختہ رویے پر وہ یک دم ہی

مسکرا اٹھے پھر تھوڑی کے نیچے دائیں ہاتھ کی مٹھی بنا کر اسی طرح اسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولے۔

"اپنے متعلق جب بھی میں اس طرح کی بات کر دوں تو میری بیٹی ایسے ہی مجھے بولتی ہے۔ کچھ سیکھ جانے والے لوگوں میں جزبات بہت ہوتے ہیں۔"

اور غازیان ایک لمحے کو دنگ ہی رہ گیا۔ پچھلے چار سالوں میں انہوں نے کبھی اپنی کسی بیٹی کا ذکر نہیں کیا تھا۔ انہوں نے ابھی بھی کسی بیٹی کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا تھا۔ غازیان پوچھنا چاہتا تھا کونسی بیٹی؟ لیکن پھر احتراماً خاموش ہو گیا۔ لیکن ان کی بات ختم نہیں ہوئی تھی۔ وہ جیسے آج لمبی بات کرنے کے موڈ میں تھے۔

اگلے چند لمحے وہ بولتے رہے۔ کچھ نہ کچھ۔ جس میں غازیان کے لئے بہت کچھ تھا۔ پھر ان کو کوئی بلانے آ گیا تو غازیان اٹھ کھڑا ہوا۔ ایک خوش گوار ملاقات کا اختتام ہوا تھا۔ غازیان کو وہ ملاقات، اس میں کہے جانے والے الفاظ آج تک بھی یاد تھے۔ پھر چند دن بعد اطلاع ملی کے وہ خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔ غازیان نے جب یہ خبر سنی تو اسے اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔ ابھی تو بہت سی منزلیں

باقی تھیں۔ پھر اتنی جلدی؟

اس نے جنازے میں ایک عام انسان کی طرح شرکت کی۔ کچھ دن بعد وہ ایان سے ملنے گھر بھی گیا لیکن اس کے باتیں سن کر اسے خود بھی احساس ہوا کہ یہ واقعی ٹھیک نہیں ہے اور بس اس دن کے بعد غازیان نے اس گھر میں بالکل ہی آنا جانا بند کر دیا۔ اس نے اس دن بھی زینب کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ بس اس کی خیر خیریت ایان سے لے لیا کرتا تھا۔ پھر ایک دن جب وہ محمل کو کالج سے واپسی پر لینے گیا تو بے اختیار ہی زینب کو دیکھ کر وہ رُک سا گیا۔ اسے یقین نہیں آیا کہ اس نے زینب کو ہی دیکھا ہے۔ اس دن تو اُحد کو کوئی کام تھا اس لئے وہ لینے گیا تھا لیکن پھر وہ باقاعدگی سے اسے لینے جانے لگا۔ اس کا انٹر ہو گیا تھا۔ ان دنوں وہ کچھ نہ کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا تھا اور چھوٹے چھوٹے کورس کا بھی حصہ تھا۔ ایان نے بھی انٹر کے بعد اپنے ابو اور تایا کے ساتھ بزنس سنبھال لیا تھا۔ کبھی وقت ملتا تو ان دونوں کی ملاقات ہو جاتی ورنہ دونوں ہی اپنی اپنی زندگی میں مصروف تھے۔ غازیان کا آگے پڑھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ وہ شہر میں ہوتا تو کورس کی کلاسز پر دھیان دیتا اور گاؤں جاتا تو ابو کے ساتھ پنچائیت کے معاملات دیکھ

لیتا۔

اسے اندازہ نہیں تھا کہ اگر وہ زینب کو کالج کے باہر کھڑا ہو کر دیکھتا ہے تو اس کی بھی اس پر نظر پڑ چکی ہے۔ایک دن وہ جب اس کے پاس چل کر آنے لگی تو اسے بڑی حیرانی ہوئی۔وہ اپنی جگہ چونک سا گیا۔اسے لگا اس نے اسے پہچان لیا ہے۔ زینب نے جو بھی کہا اس نے سن لیا لیکن گھر جا کے اس کی پریشانی میں اضافہ ہو گیا۔اس دن کافی عرصے کے بعد اس نے ایان سے زینب کے حوالے سے بات کی اور پوچھا کہ زینب نے گھر آ کر کچھ کہا تو نہیں۔اسے لگ رہا تھا کہ وہ ایان کے دوست ہونے کے حوالے سے اسے پہچان گئی ہے۔لیکن شکر کہ اسے کچھ یاد نہیں تھا۔زینب سے متعلق پھر ایان سے اس کے بات ہوتی رہی۔ایان نے اسے بتایا کہ وہ ایم۔ڈی۔کیٹ کی تیاری کر رہی ہے اس کا آگے ایم بی بی ایس کرنے کا ارادہ ہے۔وہ ویسے بھی زیادہ تر فری ہی تھا تو اس نے بھی ساتھ ہی ایم۔ڈی۔کیٹ کی تیاری شروع کر دی۔گو کہ اسے امید نہیں تھی کہ وہ پاس ہو جائے گا۔لیکن جب رزلٹ آیا تو دونوں ہی پاس ہو گئے تھے اور پھر ایان سے رابطہ ہونے کی وجہ سے اسے پتہ چل گیا کہ وہ کس میڈیکل کے ادارے میں

داخلہ لے رہی ہے اور بُری طرح وہ تب چونکا جب پہلے ہی دن زینب نے اسے پہچان بھی لیا۔ لیکن اس وقت غلطی کے مداوے کا وقت تھا۔ اس نے جلدی سے معافی مانگی۔ کیونکہ اگر اسے زینب سے مزید رابطہ رکھنا تھا تو اس کا دل اپنی طرف سے صاف کرنا تھا اور توقع کے عین مطابق وہ فوراً ہی ٹھنڈی پڑ گئی تھی۔ ایان ان کے معاملات ٹھیک ہونے پر خوش تھا۔ اسے یہی پتہ تھا کہ سب ٹھیک چل رہا ہے۔ کچھ عرصہ بعد جب زینب کے رشتے کی بات گھر میں چلی تو ایان نے غازیان سے بات کی۔ غازیان نے اسے یہی تسلی دلائی کہ وہ سب دیکھ لے گا ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ لیکن پھر جب اس نے اسی معاملے پر زینب سے بات کی تو اس نے کہا کہ وہ چچا چچی کی خوشی میں ہی خوش ہے۔ اسے شدید جھٹکا لگا۔ اس نے زینب سے بار بار اس کی رضامندی جاننا چاہی لیکن پھر اسے یہی لگا کہ وہ غازیان سے ناراض ہے تبھی ایسی باتیں کر رہی ہے۔ یاں شاید وہ ایک دفعہ چچا چچی کے کہنے پر لڑکے والوں سے ملنا چاہتی ہے۔ اسے ابھی تک ان کے نکاح کا نہیں پتہ تھا۔ غازیان کی اس سے لاکھ بہترین دوستی سہی لیکن وہ اس کے گھر کی لڑکی سے نکاح کر رہا تھا اسے یہی لگا کہ ایان اس بات پر جارحانہ ردِ عمل نہ دے۔ معاملات

اسے زیادہ خراب تب لگے جب زینب اس سے مدد مانگنے آئی۔ پھر اس نے غازیان سے رابطہ کرنے کی کوشش کی۔ جس میں وہ بُری طرح ناکام ہوا۔ کیونکہ تب تک وقت بہت گزر چکا تھا۔ پھر اگلے دن اسے پتہ لگا کہ غازیان اور زینب کا نکاح ہو چکا تھا۔ ایان کو بُرا نہیں لگا بلکہ وہ الٹا غازیان پر غصہ ہوا کہ اس نے اسے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ہو سکتا اس معاملے میں ایان ہی ان کی کوئی مدد کر دیتا۔

خیر اس کے بعد غازیان جب بھی زینب سے ملنے جاتا یاں وہ کہاں ہے۔ اس نے آگے کہاں داخلہ لیا ہر بات ایان کو بتاتا تھا۔ ایان بزنس سنبھالتا رہا اور غازیان ملتان میں پڑھتا رہا۔ زینب کی تعلیم مظفر گڑھ میں جاری رہی۔ پانچ سال کے بعد زینب نے اپنی پریکٹس سٹارٹ کی۔

غازیان کا اس فیلڈ کو آگے بڑھانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ وہ ویسے بھی اپنی دو تین سال میں حاصل کی ہوئی کمپیوٹر سکلز سے سوفٹ ویئر ہاؤس چلا رہا تھا۔ صبح میں بھی یونیورسٹی میں ایک لیکچرار کے طور پر جاب مل گئی تھی جہاں پر اس نے اپنے ایک سر کے پُرزور اسرار کے بعد حامی بھر لی تھی۔ اس کے علاوہ رات میں وہ لکھنے کا شوق بھی پورا کر لیتا تھا۔ لکھنے کو کبھی بھی اس نے 'ایز آپر وفیشن' نہیں

رکھا تھا۔اسے خالد صاحب کی باتوں کے بعد واقعی لگتا تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے ایک قدرتی تحفہ ہے۔وہ اپنی لکھائی کو 'ایز آ پیشن' ہی لے کر چلتا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ پیسوں کی وجہ سے اس کے الفاظ کا اثر زائل ہو۔ہاں البتہ اپنی کتابوں پر پیسہ وہ خوب لگاتا تھا اور انہیں مارکیٹ میں لاتا تھا۔گاؤں جب جاتا تو پنچائیت کی اپنی مصروفیات ہوتی لیکن جب سے زور اور بڑا ہوا تھا اس طرف سے اسے کافی سکون ہو گیا تھا۔ابو نے کہنا بھی کم کر دیا تھا۔کیونکہ انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ غازیان کی اپنی مرضی ہے۔زبردستی اس سے کوئی بھی کام نہیں کروایا جا سکتا۔ اور اب بالآخر کچھ بشریٰ اماں کے عمل دخل کی وجہ سے، کچھ غازیان کو خود بھی احساس ہو گیا تھا کہ اب کافی وقت ہو گیا ہے تو انہوں نے ابراہیم صاحب سے بات کر ہی لی تھی۔ایان نے اسے یہ بھی بتایا کہ وہ سب زینب کو بتانا چاہتا تھا لیکن زینب کتاب کیلئے منعقد کئے گئے سیمینار کے بعد۔کیونکہ وہ چاہتا تھا زینب وہاں موحد اور منان کو ایک دفعہ مل کر اپنا دل صاف کر لے تاکہ وہ دونوں نئی شروعات ماضی کی تمام تلخیوں کو سلجھا کر کریں۔لیکن اس دن وہ دونوں آ نہ سکے اور پھر اسی وجہ سے اس دن غازیان نے زینب کی ایان سے بھی ملاقات نہیں

کروائی۔

ایان آہستہ آہستہ سب کچھ بتا رہا تھا اور زینب بڑے ضبط کے ساتھ سنتی جا رہی تھی۔اس کا چہرہ سپاٹ تھا لیکن بے یقین آنکھیں ایان کے بولتے لبوں پر ٹکی تھیں۔لاؤنج کی فضا میں ایان کے بولنے کے علاوہ ایک عجیب سوگوار پن تھا جس کا ابھی تینوں کو ہی اندازہ نہیں تھا۔غازیان سامنے والے صوفے پر بیٹھا،ہاتھ کی مٹھی بنا کر تھوڑی اس پر ٹکائے زینب کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔اس کے چہرے پر کوئی بھی پریشانی نہیں تھی۔اس کے تاثرات بڑے ٹھنڈے تھے۔وہ بس ایان کے چپ ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔

"تمھارے جانے کے بعد گھر کے حالات بدلے،ابو کو،تایا جان کو کافی غصہ آیا۔موحد نے ہمیشہ کی طرح تمھیں باتیں سنائی۔وانیہ جیسے شل تھی۔اسے یقین نہیں آ رہا تھا۔وقاص چچا نے وانیہ کی چپ چاپ رخصتی کر دی۔رخصتی سے پہلے پریشانی کی وجہ سے انہیں ہارٹ اٹیک بھی ہوا تھا۔اسی لئے بس جلدی رخصتی کر دی۔خاندان میں سے کوئی بھی تمھارا پوچھتا تو وہ یہی کہہ دیتے کہ زینب کا ہم نے خاموشی سے نکاح کر دیا ہے اور اس کے سسرال والے لاہور میں رہتے ہیں۔

لیکن منان اور موحد کو شہر کی ہر ممکن جگہ دیکھنے کا کہتے۔ہارٹ اٹیک کے ایک مہینہ شدید بیمار رہنے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ تمھارے جانے کی پریشانی اور ان کے دکھ نے اتنا بُرا حال کیا کہ کسی سے مالی حالات دیکھے ہی نہ گئے۔ کمپنی خسارے میں چلی گئی۔کافی نقصان ہو گیا۔زمان صاحب نے اپنے شئیرز واپس لے لئے۔ طلحٰہ سے جو رقم۔۔۔"

اور یہاں آکر پہلی بار وہ رکا تھا۔لاؤنج میں تقریباً گلے چند لمحے خاموشی رہی۔ ایان کو سمجھ نہیں آرہا تھا اگلی بات کیسے کہے۔شرمندگی سی شرمندگی تھی۔چند لمحے مزید اس نے مناسب الفاظ تلاشے پھر کھنکھارتے ہوئے بولا۔

"طلحٰہ سے جو رقم موحد نے تمھارے بدلے میں لی تھی۔اس نے اس رقم کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ان بزنس مینز کو صرف پیسے سے مطلب ہوتا ہے۔رقم تو نہیں تھی لیکن پھر اس کے بدلے میں سحرش کی شادی طلحٰہ سے کرنی پڑی۔اس کے علاوہ کوئی حل نہیں تھا۔گھر کے حالات مزید خراب ہو گئے ایک عجیب بے چینی سی تھی ہر جگہ۔اب تو تائی بھی بیمار رہنے لگی تھیں۔ہم نے بزنس کو پھر سے سہی حالت میں لانا شروع کیا۔زمان صاحب بزنس کو کافی بُری طرح نقصان

پہنچا کر گئے تھے۔گھر میں جو کافی عرصے کے بعد خوشی آئی وہ موحد کی بیٹی تھی۔ موحد اور وانیہ کے ہاں بیٹی ہوئی تو گھر میں جیسے ایک لمبے عرصے کے بعد سب کے چہروں پر خوشی تھی۔غزل اور صدف دونوں ہی ابھی پڑھ رہی ہیں۔غزل البتہ تم پر بہت غصہ تھی شروع شروع کے دنوں میں۔خیر اب وہ بھی نارمل ہے۔زاہد چچا نیوٹرل ہیں۔تمھاری بات ہوتی ہے تو نہ وہ غصے میں آتے ہیں نہ تمھارے حق میں کچھ بولتے ہیں۔بس خاموش رہتے ہیں۔"

اپنی طرف سے ساری بات ختم کر کے ایان نے اب چہرہ موڑ کر غازیان کی طرف دیکھا تو اس نے اسے تھمذاپ کا اشارہ کیا۔لیکن وہ ابھی بھی زینب کی طرف دیکھ رہا تھا۔وہ زینب کے چہرے پر رقم سوال کر پڑھ رہا تھا۔اس نے دیکھا زینب نے ایک گہری سانس لی ہے۔پھر ایان کو دیکھتے ہوئے اس نے اپنے لب وا کئے تو بامشکل ہی اس کی آواز ایان تک پہنچ سکی۔

"میرے گھر سے آنے کے بعد غازیان، موحد بھائی اور منان بھائی سے کب ملا تھا؟"

اور پہلی بار غازیان چونکا تھا۔اسے لگا تھا وہ یہ سوال اس سے پوچھے گی۔ایان سے

نہیں۔ وہ اپنی ہی جگہ پر تھوڑا غیر آرام دہ ہوا۔ ایان پھر زینب کی طرف متوجہ ہوا۔

"تمھارے گھر سے آنے کے دو سال بعد۔۔۔"

"یعنی آج سے چار سال پہلے۔۔"

اس نے ایان کی بات کاٹ کر ہی بولا تو اس کی آواز میں بے یقینی سی تھی۔ ایان نے زینب کو دیکھا پھر غازیان کو دیکھا۔ اسے کچھ غیر آرام دہ سا لگا۔ کیونکہ غازیان کے تاثرات بدل چکے تھے۔ وہ کچھ ناخوش سا لگتا تھا۔ اس نے سر کو دو تین دفعہ سمجھنے کے انداز میں ہلایا پھر کہنے لگا۔

"ہاں چار سال پہلے۔ دراصل موحد نے پہلے مجھ سے ہی بات کی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ میں کسی طرح تمھارا پتہ معلوم کرواؤں۔ شاید بیٹی ہونے کے بعد اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس نے تمھارے ساتھ کتنا غلط کیا ہے اور سحرش بھی طلحٰہ کے ساتھ زیادہ اچھے حال میں نہیں تھی۔ شاید وہ دل کا بوجھ ہلکا کرنا چاہتا تھا۔ وہ معافی مانگنا چاہتا تھا۔"

یہ کہہ کر ایان ہلکا سا ہنسا تھا۔ جیسے موحد کی بیوقوفی پر ہنسا ہو۔ پھر غازیان کی

طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"میں نے غازیان کو بتایا تو یہ ان سے ملنا چاہتا تھا۔ پھر ان کی ملاقات ہوئی تھی جب تم مظفر گڑھ میں پڑھ رہی تھی۔ غازیان نے تمھیں ملوانے سے منع کر دیا۔ کبھی کبھی اب بھی غازیان کی ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ موجودہ حالات یہی ہیں کہ وہ سب تم سے ایک بار ملنا چاہتے ہیں۔ خاص طور پر موحد۔ تائی جان کو کینسر ہے۔ کینسر کی تشخیص دیر سے ہوئی ہے۔ وہ ابھی ہوسپٹل میں داخل ہیں۔ فلحال وہ خطرے سے باہر ہیں۔ اگر علاج وقت پر ہو گیا تو وہ ٹھیک ہو سکتی ہیں۔ ورنہ۔۔۔"

یہاں ایان نے گہری سانس بھری۔ وہ تقریباً تمام باتیں کہہ چکا تھا اور اب زینب کی طرف دیکھو تو اس کی آنکھوں میں آنسو جمع تھے۔ وہ دیکھ ابھی بھی ایان کو رہی تھی۔ ایان صوفے پر تھوڑا آگے ہوا۔ ایک آخری بات وہ کہنا چاہتا تھا۔ جس کیلئے اس نے ہاتھوں کو دو دفعہ آپس میں ملا کر پھر کھولا۔ پھر احتیاط سے الفاظ کا چناؤ کرتے ہوئے بولا۔

"میری طرف سے بہت معذرت۔ میں جتنا کر سکتا تھا میں نے کیا۔ لیکن شاید

میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔اس کیلئے میں شرمندہ ہوں۔میں چاہتا ہوں تم ایک دفعہ گھر آؤ۔ان سب نے بہت کچھ دیکھا ہے۔وہ سب بدل گئے ہیں۔صرف ایک دفعہ تمھیں بھی اس گھر میں دیکھنا چاہتے ہیں۔میں چاہوں گا تم دونوں ایک دفعہ اس گھر میں آؤ۔"

اور بس زینب کا صبر جواب دے گیا۔اس کی آنکھوں سے اس سب میں پہلی بار آنسو ٹپکا تھا۔ایان ایک دم سے چپ کر گیا۔غازیان نے بھی گھبرا کر زینب کی طرف دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے زینب نے ہاتھ بڑھا کر اپنے آنسو صاف کئے اور گہری سانس لے کر کہتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شکریہ،مجھے ہر چیز سے آگاہ کرنے کیلئے۔آپ سے کافی عرصے بعد مل کر اچھا لگا۔"

www.novelsclubb.com

اتنا کہہ کر وہ رکی نہیں تھی۔برق رفتاری سے مڑتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔غازیان بھی جلدی سے کھڑا ہوا۔

"ایان تم میرا انتظار کرنا۔میں بس کچھ دیر میں آتا ہوں۔"

کہہ کر وہ بھی زینب کے پیچھے ہی کمرے میں چلا گیا۔ایان نے گہری سانس لی۔

پھر انگلی سے آنکھ کا نم کونا صاف کیا۔اس نے پیچھے صوفے سے ٹیک لگائی اور آنکھیں موندلی۔کافی عرصے بعد کندھوں سے بوجھ ہٹا ہوا لگ رہا تھا۔اسے اپنا آپ یک دم بہت ہلکا لگنے لگا تھا۔اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کبھی کبھی غلطی کا اعتراف کر لینے سے بھی سکون ملتا ہے۔

دوسری طرف زینب کے اندر جانے کے بعد دروازہ بند کر لینے سے پہلے ہی غازیان نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر دروازہ اندر کی طرف دھکیلا۔زینب نے غازیان کو اپنے پیچھے آتے نہیں دیکھا تھا تبھی اس کو نظر انداز کرتے ہوئے گھوم کر بیڈ کی دوسری طرف جا کر بیٹھ گئی اور سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔غازیان نے آہستہ سے دروازہ بند کیا پھر گھوم کر بیڈ کی دوسری طرف گیا۔زینب سر ہاتھوں میں گرائے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔غازیان وہیں رُک گیا اور سلائیڈنگ ونڈو سے ٹیک لگا کر کھڑا اسے دیکھنے لگا۔زینب اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئی۔بالآخر چند لمحے بعد ہمت کر کے وہ دو قدم آگے بڑھا اور زینب کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا۔اسے اب شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔زینب کو سب پتہ چل جانے کے بعد کا ردِ عمل اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔اگر کبھی خیال

آیا بھی تھا تو وہ خود کو یہی کہہ کر دلاسہ دے دیتا کہ وہ اس کے معاملات سمجھ جائے گی۔ لیکن وہ تو اس سے کوئی بات کئے بغیر ہی اٹھ کر آگئی تھی۔

غازیان کافی دیر خاموش رہا تو زینب نے بھیگا چہرہ اٹھایا پھر اس کی طرف دیکھا تو غازیان ایک لمحے کیلئے دھک سے رہ گیا۔ زینب کی آنکھوں میں شکوہ تھا۔ غازیان کو ایسی نظروں کی امید نہیں تھی۔ اس کی آنکھیں رونے کے باعث سُرخ ہو گئی تھیں۔ غازیان نے ہاتھ آگے بڑھا کر زینب کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے یک دم اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے۔ پھر روتی ہوئی متورم آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر بولی۔

"بہت شوق ہے تمھیں ہر چیز کو چلانے کا۔ ہر بار، ہر بار مجھ سے کچھ نہ کچھ چھپانے کا۔ تم کبھی مجھے ہر بات نہیں بتاتے۔ ہمیشہ چھپاتے آئے ہو۔ تقریب والے دن سے پہلے تک تو شاید میں تمھیں جانتی بھی نہیں تھی۔ تم اور وہ۔۔۔" اس نے روتے ہوئے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ہچکی کھا کر بولی۔

"ایان بھائی، سب ہمیشہ سے جانتے تھے۔ وہ سب جانتے تھے۔ کیا سوچتے ہوں گے وہ میرے بارے میں۔ میں کیسے۔۔۔"

اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی غازیان نے آگے بڑھ کر اس کے گرد بازوؤں کا حصار قائم کرتے ہوئے بڑی نرمی سے اس کی بات کاٹی۔

"شش، کوئی کچھ نہیں سوچتا۔ وہ کچھ سوچتا ہوتا تو آج خود چل کر ادھر نہیں آتا۔۔۔"

زینب نے مزاحمت کرتے ہوئے اس کا حصار توڑنے کی کوشش کی لیکن غازیان کی گرفت نرم مگر مضبوط تھی۔ وہ ہلکے سے اس کا سر تھپکتے ہوئے آہستہ آواز میں کہنے لگا۔

"زینب، میں جانتا ہوں تم مجھے اور ایان کو غلط سمجھو گی۔ ہم نے تم سے چھپایا سب۔ لیکن تم سوچو اگر ایان کا کوئی دوست اس طرح گھر رشتہ لے کر آتا تو کیا گھر والے اعتراض نہیں کرتے۔ خاص طور پر موحد۔ اس لئے سر کی وفات کے بعد میں نے گھر آنا جانا بند کر دیا تھا کیونکہ یہ ٹھیک نہیں تھا اور نکل آؤ اس خوف سے کہ ایان غلط سمجھتا ہے تمھیں۔ اگر وہ غلط سمجھتا ہوتا تو وہ پہلے دن تمھارے گھر سے قدم باہر رکھنے کے بعد ہی گھر والوں کو سب بتا دیتا۔ اگر وہ تمھیں غلط سمجھتا تو آج خود ادھر چل کر تم سے معافی مانگنے نہ آتا۔۔۔"

وہ دھیرے دھیرے بولتے ہوئے زینب کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ وہ معاملات سیدھے کرنا چاہتا تھا۔ کسی بھی غلط فہمی کی کوئی گنجائش نہیں رکھنا چاہتا تھا۔ زینب اب بے آواز روتے ہوئے اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

"تمھیں نہیں پتہ معاملات کتنے بگڑ گئے تھے۔ تم اپنے گھر میں رہتی تو کسی طرح معاملات حل ہو جاتے۔ ایسے ہی تو نکاح پہ نکاح نہ ہو جاتا نا۔ لیکن تم نے تھوڑی جلدی کی۔۔۔"

غازیان نے زینب کو کبھی اس بات کا احساس نہیں دلایا تھا لیکن آج کہہ رہا تھا کیونکہ وہ بھی نہیں چاہتا تھا کوئی بات دل میں رہ جائے اور زینب کو اندازہ ہو دوسری طرف کتنے بُرے حالات تھے جن کو زینب پیچھے چھوڑ آئی تھی۔ اس وقت خوش فہمیوں کی دیوار بنانے کا وقت نہیں تھا۔ زینب کو ہر بات کا احساس دلانے کا وقت تھا۔ جو اس نے سہی کیا اور جو غلط۔

"ٹھیک ہے میں تب چپ کر گیا تھا کیونکہ جو ہونا تھا ہو گیا تھا اب آگے دیکھنے کا وقت تھا۔ بڑا مشکل ہوتا ہے جب آپ کسی کی بے گناہی کے بارے میں جانتے ہوئے بھی، اپنے سامنے اس کے کردار کے بارے میں الفاظ سنو۔ ایان سب

جانتا تھا، لیکن اس نے اس گھر میں رہتے ہوئے سب سنا۔ بولا وہ پھر بھی کچھ نہیں۔ صرف میرے کہنے پر۔ کیونکہ تم دوبارہ اس گھر میں چلی بھی جاتی تو سروائیو نہ کر پاتی۔ ان لوگوں کی باتیں سن کر ہی آدھی ختم ہو جاتی۔ تمھیں پتہ ہے تمھارے بابا ہمیشہ تمھیں مضبوط دیکھنا چاہتے تھے کیونکہ تم بہت زیادہ حساس ہو۔ حساس لوگ کم ہی سروائیو کر پاتے ہیں۔ بس اس لئے تمھارے گھر سے آنے کے بعد مزید تمھارا حوصلہ پست کرنے کی بجائے تمھیں ایک سڑک دیکھائی تھی۔ تم نے پڑھا اور دیکھو آج اتنا سب ہو جانے کے بعد کم از کم تم اپنا پروفیشن تو لے کر چل رہی ہو نا۔۔"

پھر وہ دھیرے سے پیچھے ہوا اور نرمی سے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ کر دوبارہ پہلے والی پوزیشن میں اس کے سامنے بیٹھا۔ زینب اب خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ گال ابھی بھی گیلے تھے۔ آنکھوں سے خاموش آنسو بھی بہتے جا رہے تھے۔ اسے احساس ہوا وہ یک دم جزباتی ہو گئی تھی۔ آج بھی وہ اپنی اس عادت کو پوری طرح چھوڑ نہیں پائی تھی۔

"اب بس سب بھول جاؤ۔ سب ٹھیک ہے۔ حالات تمھارے سامنے ہیں۔

موحد سے میں ملتا رہا ہوں۔ وہ واقعی شرمندہ ہے۔ وہ کافی دفعہ تم سے ملنے کی درخواست کر چکا ہے۔ میں ہی ٹال دیتا ہوں۔ اس دن تقریب والے دن بھی موحد اور منان نے آنا تھا لیکن چچی جان کی وجہ سے نہیں آ پائے۔۔۔"

غازیان سانس لینے کیلئے رکا تو زینب نے فوراً ہی شکوہ کیا۔

"تمھیں مجھے بتانا چاہیے تھا۔ تم نے مجھے کبھی نہیں بتایا۔ تم کب سے موحد بھائی لوگوں سے ملتے ہو۔ کبھی نہیں بتایا۔"

غازیان نے گہری سانس لی پھر مدھم مسکراہٹ کے ساتھ بولا تو پہلی بار اس کی آنکھیں جھکی تھیں۔

"میں سچ بتاؤں، تو میں ڈرتا تھا۔ تمھارے پاس صرف ایک ہی شخص تھا جس پر تم اُس وقت میں بھروسہ کر سکتی تھی۔ دل سے بتاؤ اگر میں تب تمھیں سب بتا دیتا تو کیا تم میرا بھی یقین کرتی؟"

کہہ کر اس نے آنکھیں اٹھائیں تو شرمندگی کے ساتھ ہلکی سی سادگی بھی ان میں ہلکورے لے رہی تھی۔ زینب نے جواب نہیں دیا۔ لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکا تھا۔

"میں نے جان کے کچھ بھی نہیں چھپایا تھا۔ صرف تمھاری بھلائی کیلئے کیا تھا سب۔ میں چاہتا تھا ہمارا رشتہ اتنا مضبوط ہو جائے کہ جس وقت میں تمھیں یہ سب بتاؤں تو تمھیں فرق نہ پڑے لیکن ظاہری سی بات ہے یہ ممکن نہیں تھا۔ مجھے آج احساس ہوا تمھیں یہ سب کبھی بھی پتہ چلتا تمھارا ردِ عمل ششدر سا ہی ہونا تھا۔"

کہہ کر وہ ایسے ہی زینب کے ہاتھ پکڑے ہوئے اٹھ کر بیڈ پر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر اس کے ہاتھوں پر دباؤ ڈالتے ہوئے اسی نرم لیکن مضبوط لہجے میں زینب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے ازلی سادہ لہجے میں کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں اُن سب نے اچھا نہیں کیا۔ میں نے کبھی بھی تمھیں زور نہیں دیا کہ تم اُن سے ملو۔ کیونکہ تمھارے اس گھر سے آجانے کے بعد میں بذاتِ خود بھی یہ نہیں چاہتا تھا۔ اُن کے حالات ایان نے تمھیں بتا دیئے۔ ذہنی طور پر وہ سب اتنے تھک چکے ہیں کہ اب کسی کو بُرا بھلا کہنے کی حالت میں بھی نہیں ہیں۔ موحد اور منان شرمندہ ہیں۔ زاہد چچا نیوٹرل ہیں۔ ان کو اب کسی بھی بات سے فرق نہیں پڑتا۔ بس گھر والوں کا خرچہ اٹھانے کیلئے جس قدر کام کر سکتے ہیں

اتنا کر رہے ہیں۔ وانیہ بھی جانتی ہے اب سب۔ وہ مجھے بھی جانتی ہے لیکن ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔ وہ بھی ایک دفعہ ملنا چاہتی ہے۔"

زینب نے محسوس کیا غازیان کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ وہ جیسے یہ سب دل برداشتہ ہو کر کہہ رہا تھا۔ لیکن اس کا انداز کافی سادہ تھا۔ وہ جانتی تھی وہ اس سے کیا کہنے والا ہے اور وہ زینب جس کے وہم و گمان میں گھنٹہ پہلے تک اپنے گھر والوں کا تصور بھی نہیں تھا۔ اس نے اُس ایک لمحے میں غازیان کے کہنے سے پہلے ہی اس کی بات مان لی تھی۔

"میں چاہوں گا تم ایک دفعہ ان لوگوں سے مل لو۔ اپنی زندگی شروع کرنے سے پہلے میں تمھارے لئے ہر طرح کا ڈر ختم کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ہم ایک ساتھ کسی کے بھی خوف سے آزاد ہو کر ایک نئی زندگی شروع کریں گے۔ ہم دونوں مل کر چلیں گے۔ اگر تم مانو۔ امی لوگوں نے جمعہ والے دن آنا ہے۔ میری طرف سے کوئی زبردستی نہیں ہے۔ اچھی طرح سوچ لو پھر ہم آج، کل میں۔۔۔۔۔"

"ابھی ٹھیک ہے؟"

زینب نے بیچ میں ہی اس کی بات کاٹ کر کہا تو غازیان یک دم چپ ہو گیا اور اس

سب میں زینب پہلی دفعہ نم آنکھوں سے ہلکا سا مسکرائی۔

"کیا۔۔؟؟"

غازیان نے نا سمجھی سے پوچھا۔وہ جیسے سمجھا ہی نہیں۔

"میں کہہ رہی ہوں ہم ابھی چلیں؟ایان بھائی باہر ہی بیٹھے ہیں نا۔کل بھی تو جانا ہے۔وہی آج سہی۔ابھی سہی۔"

اور غازیان کے الفاظ وہیں دم توڑ گئے۔زینب کا ایک جملہ اس کی اتنی لمبی تقریر پر بھاری پڑ گیا جیسے۔اور وہ مصنف جو ہزاروں کے مجمع کے سامنے بغیر ہچکچے لمبی سے لمبی تقریر بھی کر سکتا تھا۔یہاں آکر اس کے پاس جیسے شکریہ کے الفاظ بھی نہیں تھے۔

پہلے تو وہ اسے خالی خالی نظروں سے دیکھتا گیا۔پھر اس کے چہرے پر حیرت اور آخر میں اتنی خوشی ابھری کہ اس کے آنکھوں سے آنسو چھلک پڑا۔زینب نے ایک لمبی گہری سانس لی اور اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ آزاد کرتے ہوئے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ آہستہ سے جھک کر اپنا سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔

لاؤنج میں ابھی بھی ویسے ہی خاموشی تھی۔ گھنٹہ گزر چکا تھا اور ابھی تک ان دونوں کی خیر خبر نہیں تھی۔ ایان نے ایک دفعہ پھر وال کلاک پر نظر دوڑائی تو سوئی نے بارہ کا ہندسہ عبور کیا۔ چار بج چکے تھے۔ اس نے آگے جھکتے ہوئے ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا تو دروازہ کی کلک کی آواز نے اس کی توجہ اپنی طرف دلائی۔ موبائل اٹھا کر سیدھا ہوتے ہوئے اس نے سامنے کمرے کے دروازے کو دیکھا تو اندر سے غازیان نکلا اور اس کی پیچھے زینب۔ اب وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے اس کی طرف آ رہے تھے۔

زینب کا لباس بدل چکا تھا۔ سفید رنگ کی جگہ اب ہلکے سرمئی رنگ کی شلوار قمیض میں ملبوس، کندھوں پر سفید چادر اوڑھے، بالوں کو سادہ سی پونی میں باندھے، وہ اس چہرے سے کافی مختلف لگ رہی تھی جس کے ساتھ وہ اندر گئی تھی۔ وہ پہلے سے کافی بہتر لگ رہی تھی۔ دوسری طرف غازیان پہلے والے لباس میں ہی ملبوس تھا البتہ ماتھے پر چپکے بالوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بھی کافی

فریش ہو کر آیا ہے۔

ٹیبل کے نزدیک وہ دونوں رُکے تو ایان فوراً کھڑا ہو گیا۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا غازیان کہہ اٹھا۔

"ہم تمھارے ساتھ جا رہے ہیں۔زینب بھی ایک دفعہ گھر جانا چاہتی ہے۔"

جس خلوص بھرے لہجے میں غازیان نے 'گھر' کہا تھا زینب نے بے اختیار ہی گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ جیسے اس کے ساتھ جڑی ہر چیز کو بنا دیکھے ہی قبول کر جاتا تھا۔پھر سر جھٹک کر اس نے اپنی توجہ ایان کی طرف دلائی۔

"معذرت ایان بھائی،بس حالات ایسے تھے کہ میں پانی کا بھی نہیں پوچھ پائی۔ آپ دوبارہ آیئے گا۔پھر کھانا ساتھ ہی کھانا۔"

مدھم مسکراہٹ کے ساتھ زینب نے ایک ہی جملے میں معذرت کر کے ساتھ ہی دوبارہ آنے کا بھی کہہ دیا۔ایان جو ابھی غازیان کی بات پر ہی نہیں سنبھلا تھا زینب کی بات پر مزید حیران ہو کر غازیان کی طرف دیکھا تو غازیان نے دھیرج کا اشارہ کر کے چلنے کا اشارہ کیا۔ایان اس یک دم افتاد پر حیران بھی تھا اور بوکھلایا ہوا بھی۔پھر جلدی سے سر ہلاتے ہوئے کہنے لگا۔

"نہیں معذرت والی کوئی بات نہیں۔ان شاءاللہ میں دوبارہ آؤں گا۔"

کہہ کر وہ باہر کی طرف بڑھ گیا۔زینب بھی غازیان کے ساتھ قدم اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھنے لگی۔زینب کو اس کے ساتھ چلتے ہوئے ایک محفوظ، طمانیت بھرا احساس ہو رہا تھا۔

نکاح! کہنے کو صرف تین لفظ۔جبکہ اگر محسوس کیا جائے تو زندگی بھر کا ساتھ۔ اللہ کا نظام بھی کتنا پیارا ہے۔ایک مرد اور عورت کے درمیان کیسا خوبصورت اور پاکیزہ رشتہ رکھ دیا ہے۔اس ایک رشتے کے بعد اپنے ساتھی کے صرف ساتھ ہونے سے ہی کتنا حوصلہ ملتا ہے یہ بات آج زینب کو بہت اچھے سے سمجھ آگئی تھی۔اس وقت غازیان کے ساتھ چلتے ہوئے زینب کے دماغ میں صرف ایک ہی بات تھی کہ اُس ساتھ چلتے مرد نے اس کیلئے بہت کچھ کیا ہے۔ پچھلے چھ سال کے بہت سے مناظر زینب کے دماغ کے پردے پر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔ جس میں ہر قدم پر غازیان اس کے ساتھ رہا تھا۔چاہے وہ ٹھیک تھی یا غلط ہر قدم پر اس کے ساتھ کھڑا رہا تھا۔کیونکہ وہ جانتا تھا ایک ہی مرد جس پر زندگی میں وہ بھروسہ کرتی تھی وہ اس کا باپ تھا اور وہ اب اس دنیا میں نہیں رہا۔

وہ مرد جس نے اتنا سوچ کر اس کا ہر جگہ ساتھ دیا تھا اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ ڈر گئی تھی۔اس نے غازیان کو ہمیشہ بہت ہمت سے کام لیتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ نہیں چاہتی تھی اس کا حوصلہ پست ہو۔اسے راضی ہونا پڑا تھا۔ کیونکہ دل فوراً ہی راضی ہو گیا تھا۔مزید مزاحمت کی گنجائش نہیں تھی۔

گھر کا دروازہ لاک کر کے وہ دونوں گاڑی کی طرف بڑھے تو ایان پہلے سے وہی کھڑا تھا۔غازیان نے آگے بڑھ کر زینب کیلئے پچھلا دروازہ کھولا۔زینب اندر بیٹھ گئی تو اس نے بھی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔اور وہ تینوں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئے۔

---

www.novelsclubb.com

جیسے جیسے شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے موسم مزید خوشگوار ہو گیا۔ آسمان پر بادل بڑھتے جا رہے تھے۔ایسے جیسے کل کی طرح آج بھی خوب برسنے کا ارادہ ہو۔تیز ٹھنڈی ہوا جسم کو چھوتی اچھی محسوس ہو رہی تھی۔پچھلے ہفتے کی

شدید گرمی پڑنے کے بعد دو دن سے موسم پھر بہتر ہو گیا تھا۔ برسات کی آمد آمد تھی۔

ایسے میں ملتان میں واقع اس درمیانے درجے کے علاقے کی وہ گلی پُرانے وقتوں کی یاد دلانے کیلئے کافی تھی۔ وہاں زیادہ کچھ نہیں بدلا تھا۔ جیسے ہی کار نے گلی کا موڑ کاٹا زینب کا دل الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا۔ گلی کے شروع میں وہی برسوں پرانا شہتوت کا درخت تھا جہاں سے بچپن میں وہ سب شہتوت توڑ کر لایا کرتے تھے۔ وہ درخت آج بھی پُرانا نہیں ہوا تھا۔ جیسے اُس کے مالک نے اس کا خاص خیال رکھا ہو۔ درخت پر لگے ہرے پتے آج بھی کھلے کھلے لگ رہے تھے۔

چیزوں کا خیال بہتر طریقے سے رکھا جائے تو وہ کبھی پرانی نہیں ہوتیں۔ زینب نے بے اختیار اس درخت کو دیکھ کر سوچا۔

www.novelsclubb.com

جیسے جیسے کار آگے بڑھتی جا رہی تھی گھر دیکھ کر اسے پُرانی تمام باتیں یاد آ رہی تھی۔ اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تو وہ کانپ رہے تھے۔ بامشکل مٹھیاں بھینچتے ہوئے زینب نے خود پر ضبط کیا۔ گلی کا آخری گھر ان کا گھر تھا۔ غازیان نے اس سفید لوہے کے دروازے والے گھر کے سامنے کار روکی تو زینب کو جھٹکا

لگا۔وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی تو غازیان دروازہ کھول کر اسے باہر آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔زینب نے گہری سانس لے کر اپنے حواس بحال کئے اور کندھوں پر شال ٹھیک کرتے ہوئے قدم کار سے باہر رکھے۔

پھر سر اٹھا کر اس گھر کو دیکھا تو وہ وہی پُرانا گھر تھا جس کو رات کے اندھیرے میں اس نے چھوڑا تھا۔ایان نے آگے بڑھ کر لوہے کا گیٹ کھولا تو غازیان نے ہلکی آواز میں زینب کے قریب جھکتے ہوئے کہا۔

"زینب چلیں؟"

زینب نے اس کی طرف دیکھا۔آنکھیں نم تھیں،پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر غازیان کا ہاتھ تھاما اور قدم آگے بڑھایا۔

اور بس۔۔۔۔سارے واہمے،سارے خدشے،ساری آوازیں،ساری یادیں دم توڑ گئی۔وہ اپنے محرم کے ساتھ تھی۔کوئی اُس پر انگلی نہیں اٹھا سکتا تھا۔

چند لمحوں میں زینب غازیان نے غازیان ابراہیم کے ساتھ اس گھر میں قدم رکھا تھا جس کو سات سال پہلے اس نے خود اپنی مرضی سے خیر آباد کہہ دیا تھا۔اندر داخل ہوتے ہی اس کی سب سے پہلی نظر لان میں رکھے اس جھولے پر

پڑی۔ جہاں وہ اپنے بابا کے ساتھ بیٹھ کر کھیلا کرتی تھی۔ وہ جھولا خالی تھا۔ لیکن نیچے، لان کے گھاس پر، ایک چھوٹی بچی بیٹھی اپنے کھلونے سے کھیلنے میں مصروف تھی۔

اس کے قریب ہی نیچے گھاس پر دو نوجوان لڑکیاں بیٹھی اپنے اپنے موبائلوں میں مگن تھیں۔ انہوں کی نظر ابھی ان پر نہیں پڑی تھی۔

زینب نے غزل کو فوراً پہچان لیا تھا۔ وہ بالکل نہیں بدلی تھی۔ ویسی ہی تھی۔ ماتھے پر بے بی کٹ کی صورت میں بال گرائے، ڈوپٹہ گلے میں ڈالے وہ کسی بات پر ہنستے ہوئے صدف سے کچھ کہہ رہی تھی۔ دفعتاً اس چھوٹی بچی کی نظر اوپر اٹھی تو وہ یک دم چلاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ایان ماموں، ایان ماموں۔"

www.novelsclubb.com

اس کے اس طرح چلانے پر ان دونوں لڑکیوں نے بھی سر اٹھایا اور دوسری طرف کا منظر دیکھ کر ان کی نظریں ادھر ہی جم گئیں۔ وہ بچی ایان کے پاس آکر اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی۔

"آپ صبح سے کہاں تھے۔ میں نے آپ کو اتنا مس کیا۔۔۔"

پھر اس نے چہرہ اٹھایا اور معصومیت سے اپنی سیاہ آنکھیں جھپکاتے ہوئے بولی۔

"میری چاکلیٹ لائے ہیں نا۔۔"

اور زینب کی آنکھوں میں آنسو جمع ہو گئے۔ وہ ہو بہو وانیہ کا عکس تھی۔ ایان نے جھک کر بچی کو اپنی گود میں اٹھایا پھر اس کا ناک کھینچتے ہوئے پیار سے بولا۔

"ایسا ہو سکتا ہے ماموں، اپنی مانو کی چاکلیٹ بھول جائیں؟"

وہ بچی یک دم کھلکھلائی۔ پھر اس کی نظریں زینب اور غازیان کی طرف اٹھیں تو نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

"ماموں یہ کون لوگ ہیں؟"

اور اس سب میں ایان نے پہلی بار زینب کی طرف دیکھا جو بڑے ضبط سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔ پھر کھنکھارتے ہوئے بولا۔

www.novelsclubb.com

"مانو، یہ بھی آپ کی خالہ ہیں۔ زینب خالہ۔۔"

اور بچی نے اتنی حیرانگی سے چہرہ موڑا جیسے کوئی عجوبہ دیکھ لیا ہو۔ پھر زینب کو اوپر سے نیچے تک آنکھیں پٹپٹا کر دیکھا۔

"لیکن میری تو بس دو خالہ ہیں۔ غزل خالہ اور صدف خالہ۔۔"

وہ بچی حیران تھی۔ پھر خود کو چھڑواتے ہوئے کہنے لگی۔

"مجھے چھوڑیں میں ماما کو بتاتی ہوں۔ باہر خالہ آئی ہیں۔ وہ جوس کا انتظام کریں۔"

چمکتی آنکھوں سے کہتے ہوئے وہ خود کو چھڑوا کر اندر بھاگ گئی۔ دوسری طرف ضبط کے باعث زینب کی آنکھیں سُرخ پڑ گئی تھیں۔

ایان کی آواز اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔

"یہ موحد کی بیٹی ہے۔ آئرہ نام ہے اس کا۔"

زینب نے سر ہلا دیا۔ آنکھیں میچ کر آنسو اندر اتارے۔ لان میں کھڑی وہ لڑکیاں بھی حیرانی سے یہ سب دیکھ رہی تھیں۔ زینب کی نظریں اب غزل پر تھیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے وہ دو قدم آگے بڑھی۔ اس سے پہلے کہ وہ غزل تک پہنچتی وہ غصے سے سر جھٹکتے ہوئے، پیر پٹختی اندر چلی گئی۔ زینب لمحے بھر کو ڈگمگائی۔ اس کے قدم لڑکھڑائے۔ غازیان نے اس کے ہاتھ پر زور ڈالا۔ اس کا ہاتھ پسینے سے بھر چکا تھا۔ لیکن غازیان کی اس پر گرفت مضبوط تھی۔ ایان نے چہرہ موڑ کر صدف کی طرف دیکھا پھر زرا زور دے کر بولا۔

"صدف، ادھر آؤ۔ زینب آپی آئی ہیں۔ سلام لو ان سے۔"

وہ بھی اندر جانے کا ارادہ رکھتی تھی لیکن بھائی کی سنجیدہ سی آواز پر فوراً اس طرف آئی چھبتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ کر سلام کیا۔ بامشکل آواز کو نارمل رکھتے ہوئے زینب نے سلام کا جواب دیا۔

"غازیان میں اندر جا کر سب کو بتاتا ہوں۔ تم زینب کو لے کر اندر آ جاؤ۔"

ایان نے زینب کی حالت کے پیشِ نظر کہا تھا۔ پھر صدف کو لے کر اندر چلا گیا۔

ان کے اندر جاتے ہی زینب لڑکھڑائی۔ اس نے بامشکل سانس لی۔ آنکھوں سے چند آنسو بھی ٹپکے۔

"نہیں غازیان، واپس چلتے ہیں۔ مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔"

غازیان نے چہرہ اس کی طرف موڑا۔ پھر اس کو دونوں کندھوں سے تھامتے ہوئے مضبوط لہجے میں بولا۔

"تمھیں آنے سے پہلے ہی پتہ تھا کہ غزل کا رویہ ایسا ہو گا۔ اس کی فکر نہیں کرو۔ تم وانیہ اور موحد سے ملنے آئی ہو۔ چھوٹی چچی سے ملنے آئی ہو۔ منان ملنا چاہتا ہے۔ وہ لوگ تو انتظار میں ہیں نا کہ تم ایک دفعہ آؤ۔ اب تم ان سے ہی ملے بغیر

چلی جاؤ گی تو ایسے کیسے چلے گا۔"

غازیان نے اس کے کندھوں کو ہلایا۔

"زینب یار، بی بریو۔ جیسے تم بی ہیو کر رہی ہو۔ مجھے لگ رہا ہے میں کسی چھوٹی بچی سے بات کر رہا ہوں۔"

اور زینب نے روتے ہوئے پُر شکوہ نگاہیں اٹھائی تو غازیان نے جلدی سے ہاتھ اٹھائے۔

"سوری سوری، چلو اب اندر۔ کب تک ادھر کھڑے رہنے کا ارادہ ہے؟"

اور آنسو صاف کرتے ہوئے زینب نے خود سے اگلے کچھ وقت کیلئے نا رونے کا عہد کیا۔ چند لمحے بعد جب وہ دونوں ایک دوسرے کے ہمراہ لاؤنج میں داخل ہوئے تو وانیہ صوفے کے قریب جھک کر موحد کو پانی دے رہی تھی۔ ادھر ساتھ ہی منان بھی صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وانیہ پانی دے کر سیدھی ہوئی تو اس کی نظر چوکھٹ میں کھڑے دو نفوس پر پڑی۔ وہ جلدی سے ڈوپٹہ سر پر ٹھیک کرتے ہوئے ان دونوں کے پاس آئی۔ وہ جیسے زینب کے پلٹ آنے کے انتظار میں تھی۔ ایان نے پانچ منٹ پہلے اسے بتایا تھا اور وہ جیسے سالوں سے ہی اس لمحے

کے انتظار میں تھی۔

اس نے خود ہی آگے بڑھ کر زینب کو گلے لگالیا۔زینب کیلئے وانیہ کا ردِ عمل کافی غیر متوقع تھا۔غزل کے رویے کے بر عکس وانیہ کا انداز کافی والہانہ تھا۔غازیان دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔اس سے آگے اب زینب اور اس کے خاندان کا معاملہ تھا۔ زینب سے لپٹ کر وانیہ اپنا ضبط کھو بیٹھی اور ہچکیوں سے رونے لگی۔جو بھی تھا وہ دونوں بہنیں تھیں۔خوشی اور غم کے بہت سے مراحل دونوں نے ساتھ گزارے تھے اور اُس لمحے اس گھر میں،لاؤنج کی چوکھٹ میں کھڑے ہو کر زینب کو احساس ہوا کہ خواہ کتنی ہی ناراضگیاں ہوں،کوئی کسی سے کتنا ہی خفا کیوں نہ ہو،خونی رشتے اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے جاتے۔سو میل دور ہونے کے باوجود بھی،خونی رشتے ہمیشہ خونی رشتے ہی رہتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

زینب کو دیکھ کر بے اختیار موحد بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔منان بھی کھڑا ہو گیا۔ایک بے اختیار سا عمل تھا۔موحد سفید رنگ کی ٹی شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے مرجھائے ہوئے چہرے کے ساتھ زینب کی طرف دیکھ رہا تھا۔جبکہ منان کے کندھے بھی ڈھلکے ہوئے تھے۔اتنے عرصے بعد زینب کو سامنے دیکھ کر وہ

اپنی کیفیات کو کوئی نام نہیں دے پا رہا تھا۔ عجیب شرمندگی سی شرمندگی تھی۔ زینب کے چہرے پر اس وقت آنسو تھے لیکن موحد کو وہ پہلے سے کہیں زیادہ سنجیدہ اور پُختا لگ رہا تھا۔ وہ چھے سال پہلے کی نسبت بڑی بڑی لگ رہی تھی۔

موحد کی نظر زینب کے کندھے کے پیچھے کھڑے غازیان پر پڑی تو غازیان نے سر کو خم دیتے ہوئے پہلے موحد پھر منان کو سلام کیا۔ موحد نے غائب دماغی سے سر ہلا دیا۔ اسے ابھی بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ زینب اس کے سامنے کھڑی ہے۔

چند لمحوں بعد زینب نے وانیہ کو دونوں کندھوں سے پکڑتے ہوئے الگ کیا۔ پھر جب بولی تو آواز نم تھی۔

"مجھے ابھی کچھ دیر پہلے آئرہ کا پتہ چلا۔ بہت بہت مبارک ہو آپ دونوں کو۔"

سر کے خم کے ساتھ مبارک باد دیتے ہوئے زینب نے پیچھے کھڑے موحد کو بھی ایک نظر دیکھا تھا۔

"خیر مبارک۔۔"

وانیہ نے کہا تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔ پھر جلدی سے آنسو صاف کرتے ہوئے کہنے لگی۔

"آپ دونوں ادھر کیوں کھڑے ہیں۔آئیں نااندر۔آؤزینب بیٹھو۔"

اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ صوفے پر لاتے ہوئے وانیہ نے ساتھ ہی غازیان کو بھی اشارہ کیا۔موحد ڈبل صوفے سے سنگل صوفے کی طرف بڑھ گیا۔منان صوفے کے ساتھ رکھی کرسی پر جا بیٹھا۔دونوں میں سے کسی نے بھی زینب کو براہِ راست مخاطب نہیں کیا تھا۔وانیہ اور زینب ایک صوفے پر اور ایان، غازیان کو لے کر دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔وانیہ آہستہ آواز میں زینب سے باتیں کرنے لگی۔کہاں تھی وہ، کیسی ہے، کیا کیا کرتی رہی ہے، کہاں رہتی ہے۔ وانیہ کے پاس کرنے کیلئے سوالوں کی ایک لمبی فہرست تھی۔اس نے زینب سے صرف اس کے بارے میں پوچھا۔اس کے گھر سے جانے کے بعد وہاں کیا کیا ہوا ،اس کا ذکر بھی نہیں کیا۔وہ دونوں صرف زینب کے بارے میں بات کر رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد ایان اٹھا اور خاموشی سے غزل کے کمرے کی طرف بڑھا۔غازیان زینب کو کافی عرصے بعد اس طرح بولتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔وہ مختصر سے جواب دے رہی تھی لیکن ایک انوکھی چمک تھی اس کی آنکھوں میں۔

غزل کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا کر ایان اندر داخل ہوا۔ وہ بیڈ کے دائیں طرف دونوں پاؤں اوپر کر کے بیٹھی تھی۔ صدف سائیڈ صوفے پر بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ ایان ابھی ایک قدم آگے بڑھا ہی تھا جب غزل نے ترشی سے کہا۔

"اگر آپ مجھے ان سے ملنے کیلئے راضی کرنے کیلئے آئے ہیں تو مہربانی واپس چلے جائیں۔ میں ان سے نہیں ملوں گی۔"

غزل اور صدف کا کمرہ نیچے والے پورشن میں ایان کے کمرے کے ساتھ ہی تھا۔ پہلے اوپر ہوا تھا۔ لیکن اب بہت کچھ بدل گیا تھا۔ وہ اتنا اونچی بولی تھی کہ باہر لاؤنج تک صاف آواز آئی تھی۔ ایان نے تھک کر پیچھے مڑ کر دروازے کو دیکھا جو کھلا تھا۔ یقیناً باہر تک آواز گئی تھی۔ گردن موڑ کر کھنکھارتے ہوئے ایان نے ایک اور کوشش کرنی چاہی۔

www.novelsclubb.com

"غزل ایک دفعہ میری بات۔۔"

"آپ کو میری بات سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔؟"

اس بار وہ اونچی آواز میں غصے سے چلائی تھی۔ باہر بیٹھا موحد اپنی جگہ سے اٹھا۔ پھر معذرت کرتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھا۔ زینب کا چہرہ یک دم دوبارہ

پھیکا پڑا تھا۔

"جب ایک دفعہ وہ ہمیں چھوڑ کر گئی تھیں تو اب اتنے سال بعد دوبارہ کیوں آئی ہیں۔ جب تب انہیں ہماری پرواہ نہیں تھی تو اب کونسی ہمدردی جاگی ہے؟"

وہ اسی غصے سے اونچی آواز میں بول رہی تھی۔ موحد کمرے کی دروازے میں پہنچا تو اسے دیکھ کر وہ سابقہ لہجے میں ہی بولی۔

"آپ نے ہی کہا تھا نہ وہ لڑکا اچھا نہیں ہے۔ آج وہ اسی لڑکے کے ساتھ اس گھر میں آئی بیٹھی ہیں۔ انہیں کہیں ادھر سے چلی جائیں۔ وہ۔۔۔"

"چپ۔۔۔"

اب کی بار موحد اتنے غصے سے بولا تھا کہ ایک لمحے کو سب کو سانپ سونگھ گیا۔

ایان نے مڑ کر موحد کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تمھیں نہیں ملنا اس سے۔ نہیں ملو۔ مگر خدارا اس کے کردار پر بات نہیں کرو۔ وہ کہیں نہیں جائے گی۔ میں نے ہی اسے بلایا تھا۔ میرے کہنے پر ہی وہ آئی ہے۔ وہ غلط نہیں، ہماری سوچیں ہی چھوٹی ہیں۔ زینب کا ظرف چھوٹا نہیں ہے۔ وہ اتنا سب ہو جانے کے بعد بھی خود چل کر ہمارے گھر آئی ہے۔ اس کے عمل

کی قدر کرو۔اگر ملنا ہوا تو آجانا۔"

اونچی لیکن مضبوط آواز میں کہہ کر موحد نے ایان کی طرف رُخ کیا۔

"ایان اب نہیں کہنا۔آجاؤ۔"

کہہ کر وہ باہر آگیا۔اس کی آواز کی وجہ سے چھوٹی چچی بھی اپنے کمرے سے کل آئی لیکن باہر کا منظر دیکھ کر وہ بھی ایک لمحے کیلئے ششدر رہ گئیں۔ایان غزل کو اس کے حالات پر چھوڑ کر باہر آیا تو سامنے اپنی امی کو کھڑا پایا۔

زینب ابھی تک موحد کے الفاظ سے باہر نہیں آئی تھی۔وہ تو ہونق بنی بس وانیہ کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور وانیہ نے زینب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں دباتے ہوئے اسے تسلی دی تھی۔یہی وہ مقام تھا جس کو پانے کیلئے زینب نے اپنے باپ کے بعد بہت کوششیں کی تھیں اور دیر سے ہی سہی لیکن سب نے قبول کر لیا تھا۔زینب بہت کچھ سوچ رہی تھی جب غازیان نے اس کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔زینب چونکی۔پھر غازیان کی طرف دیکھا۔

"چچی جان سے سلام نہیں کرو گی؟"

اور اب جب زینب نے نظریں گھمائی تو دائیں طرف ایان کی امی انہیں حیران

نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔زینب کو پکڑ کر آگے بڑھاتے ہوئے غازیان نے چچی جان سے پیار دلوایا تو انہوں نے نم آنکھوں سے مسکراتے ہوئے زینب اور غازیان کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"ہمیشہ خوش رہو بچو۔۔"

زینب نے سر اٹھایا تو چچی جان نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھیں۔ نظریں ملنے پر انہوں نے کہا۔

"بہت انتظار کروایا ہے تم نے۔وقاص بھائی انتظار کرتے کرتے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ہم تمھارے بڑے تھے ایک دفعہ ہمارے پاس آتی لیکن خیر۔۔۔اللہ تم دونوں کو خوش رکھے۔"

ہلکا سا شکوہ ان کی زبان پر آ ہی گیا تھا۔زینب نے آگے بڑھ کر انہیں گلے لگایا۔زینب کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے اور چچی بھی رو رہی تھی۔سب اپنی اپنی جگہ نم آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ایک خاندان جو سالوں پہلے ٹوٹ گیا تھا آج ان سب کی موجودگی میں وہاں پھر سے ایک ہو رہا تھا۔زینب ان سے علیحدہ ہوئی تو زرالڑکھڑائی۔غازیان نے اسے بازو سے پکڑ کر سہارا دیا۔ تبھی

غزل کے کمرے کے دروازے میں کھڑے موحد نے اس سب میں پہلی بار زینب کو مخاطب کیا۔

"زینب۔۔۔"

نام کے بجائے اسے مخاطب کرنے والے پر حیرت ہوئی تھی۔اس نے بے یقینی سے اپنا رُخ پھیرا۔ بڑے عرصے بعد اس نے موحد کے منہ سے اپنا نام سنا تھا لیکن اس کا چہرہ دیکھتے ہی زینب کو اندازہ ہو گیا کہ اس نے یہ نام شرمندگی کے کن کڑے مراحل سے گزرتے ہوئے لیا ہے۔ پھر صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

"بیٹھو، ہمیں تم سے بات کرنی ہے۔اسی لئے ہم نے تمھیں بلایا تھا۔"

ہمیں؟ زینب نے اسی حیرت سے چہرہ موڑا تو صوفے کے پاس کھڑے منان کے تاثرات بھی موحد سے مختلف نا تھے۔ زینب کیلئے تو ان چہروں کو دیکھنا ہی مشکل تھا۔ وہ چہرے جن پر اپنے لئے تاثرات اس نے ہمیشہ ہی اکھڑ دیکھے تھے ان پر شرمندگی کا اس نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ دھیرے دھیرے چلتے ہوئے وہ صوفے پر جا بیٹھی۔ غازیان بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھا۔ وانیہ اٹھ کر اس صوفے

کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی جس پر اب موحد اور منان براجمان تھے۔ دونوں کے چہرے جھکے تھے۔ وہ شاید بولنے کیلئے الفاظ تلاش رہے تھے یاں پھر شرمندگی کی وجہ سے ان کے منہ سے الفاظ ادا نہیں ہو رہے تھے۔ ایان اپنی امی کو کندھوں سے تھامے کچن کے دروازے کے پاس کھڑا تھا۔ سب کی نظریں موحد اور منان کی طرف تھیں اور بالآخر موحد نے ہمت کر کے چہرہ اٹھایا۔

"تایا جان کے ہم پر بڑے احسان تھے۔ انہوں نے ہمیں یہ بزنس کھڑا کر کے دیا۔ یہ بزنس ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم پر بھروسہ کیا۔ لیکن شاید ہم اُن کے بھروسے کی لاج نہیں رکھ سکے۔ ہم نے اپنی غلطی کی وجہ سے ہر چیز تباہ کر دی۔ سب ختم ہو گیا۔ ضد میں آ کر ہم نے وہ فیصلے کئے جس نے ہماری جڑوں تک کو ہلا ڈالا۔۔"

www.novelsclubb.com

اور وہاں بیٹھا ہر انسان جانتا تھا کہ وہ بزنس کی بات نہیں کر رہا۔ اس کے بولنے کا انداز، آواز میں تکلیف سب کچھ بیان کر رہی تھی۔

"تایا جان نے جانے سے پہلے بہت چیزوں کی حفاظت ہمارے زمے لگائی تھی۔ ابو اس کو پورا بھی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اپنی انا اور ضد کی وجہ سے ہم نے ہر چیز

کو خراب کیا۔غلط غلط فیصلے لئے۔جن کا انجام بہت بُرا نکلا۔ہم تایا جی کی دی ہوئی کسی بھی امانت کا حق نہیں ادا کر سکے۔میں اپنی ایک ایک غلطی کیلئے بہت شرمندہ ہوں۔۔"

اور کہہ کر اس نے گردن جھکا دی۔جیسے مزید بولنے کی ہمت نہیں رہی ہو اور زینب؟ وہ تو بس حیرانی سے اس انسان کو دیکھ رہی تھی جو کبھی اس کے سامنے اکڑی ہوئی گردن کے بغیر کھڑا نہیں ہوتا تھا۔اس کی آنکھوں میں زینب کیلئے ہمیشہ حقارت رہی تھی اور آج؟ وہ شرمندگی، ندامت۔وہ تو زینب سے نظریں بھی ملا نہیں پا رہا تھا۔اپنے دور کے بادشاہ رہنے والے انسان کی ایسی حالت دیکھ کر کون افسوس نہ کرتا۔اب منان بھی صوفے پر تھوڑا آگے بڑھا تھا۔

"خود کو ہمیشہ یہ تسلی دینے سے کہ، میں تو کچھ نہیں کر رہا، کر تو کوئی اور رہا ہے۔ یہ تسلی سچ ثابت نہیں ہو جاتی۔اس بات کا احساس ہوتے ہوئے شاید مجھے بھی دیر ہو گئی۔میں۔۔"

اور بس اس سے آگے منان چپ کر گیا۔شاید کہنے کیلئے الفاظ نہیں تھے۔موحد بھی سر جھکائے خاموش تھا۔لاؤنج میں چند لمحے سوگواریت بھری خاموشی

چھائی رہی۔اب زینب کو کچھ بولنا تھا۔لیکن وہ نم آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھے گئی۔کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں بچی تھی۔اس سے پہلے کے زینب کچھ بولتی موحد نے نظریں اٹھا کر زینب کو دیکھا۔جن میں آنسو تھے۔موحد نے پھر کچھ کہنے کو لب کھولے لیکن اس سے پہلے ہی زینب کہہ اٹھی۔

"نہیں موحد بھائی، آپ کو مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔آپ دونوں کو احساس ہو گیا میرے لئے اتنا ہی کافی ہے۔میرے نزدیک شرمندگی ہو جانا بہت بڑی بات ہے۔میری بھی غلطی ہے۔مجھے ایسے نہیں جانا چاہیے تھا۔مجھے چچا جان کا پتہ لگا۔بہت افسوس ہوا۔میری وجہ سے۔۔"

"نہیں زینب۔۔"

منان نے بیچ میں ہی اسے ٹوک دیا۔

www.novelsclubb.com

"وہ سب بھی ہماری غلطی کی وجہ سے ہوا تھا۔تمھیں شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔بس ہم چاہتے ہیں تم خوش رہو۔غازیان اور تمھیں ساتھ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔اللہ تم دونوں کے نصیب اچھے کرے۔"

اور زینب کے تمام الفاظ ختم ہو گئے۔وہ ان دونوں کو دل سے قبول کر گئے تھے۔

یہی وہ چاہتی تھی۔اس نے گردن موڑ کر غازیان کو دیکھا۔ایک آسودہ مسکراہٹ اس کے لبوں پر رینگ گئی۔اس نے تھک کر آنکھیں موندی تو ایک شکر کا آنسو اس کی آنکھوں سے نکل کر گالوں پر پھسلا۔چند لمحوں بعد گہری سانس لے کر زینب نے غازیان سے کہا۔

"میں کچھ دیر باہر لان میں جا رہی ہوں۔تم اندر ان سب کے ساتھ بیٹھ جاؤ۔"

کہہ کر وہ ادھر رکی نہیں تھی۔تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے باہر لان کی طرف بڑھ گئی۔باہر آ کر ایک جگہ رُکتے ہوئے اس نے گہری سانس لی۔پھر نظریں آسمان کی طرف اٹھائیں۔کیا نہیں تھا ان نظروں میں؟

صبر!شکر!خوشی!حیرت!ممنونیت!احسان مندی!

اس کی آنکھوں میں تیرتے آنسو سب بیان کر رہے تھے۔اتنا تو اس نے چاہا بھی نہیں تھا۔وہ بس چاہتی تھی کہ وہ ایک دفعہ اپنے گھر والوں سے مل لے۔لیکن سب کا ایسا رویہ؟

ایک غزل کا ایسا رویہ ہونے کی وجہ سے اسے دکھ تو ہوا تھا لیکن جو باقی سب تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا۔کوئی لعن طعن،کوئی شکوہ شکایت سننے کو نہیں ملی تھی

اسے۔وانیہ نے سب پوچھا،سب کہا،لیکن اس نے ایک دفعہ اس کی زبان سے شکوہ نہیں سنا۔ایک بار بھی وانیہ نے یہ نہیں کہا کہ،تم سب چھوڑ کر کیوں گئی تھی؟کیونکہ دیر سے ہی سہی ان لوگوں کو اس بات کا احساس ہو گیا تھا کہ زینب نے ایسا قدم ان لوگوں کی وجہ سے ہی اٹھایا تھا۔ان کو اس بات کا احساس ہو گیا تھا،زینب کیلئے اتنا کافی تھا۔

ایک تکان بھری سانس خارج کرتے ہوئے وہ لان میں آگے بڑھی تو سامنے آئرہ گھاس پر بیٹھی اپنے بلاکز کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھی۔زینب دھیرے دھیرے چلتے ہوئے اس کے قریب آئی پھر گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھی تو اس بچی نے فوراً سر اٹھا کر اپنی سیاہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں بالکل موحد کی طرح تھی۔سیاہ،چمکتی ہوئیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ بھی میری خالہ ہیں؟"

اس بچی نے معصومیت سے اپنے ماتھے پر گرتے بال پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔ زینب نے دیکھا اس عمر میں بھی اس کے بال کافی بڑے تھے۔زینب نے آگے بڑھ کر اس کے ماتھے سے بال ہٹانے میں اس کی مدد کرتے ہوئے ہلکی نرم آواز

میں کہا۔

"جی، میں بھی آپ کی خالہ ہوں۔"

"تو پھر آپ پہلے کبھی ادھر کیوں نہیں آئی؟"

بچی نے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے ایک اور سوال کیا۔ زینب بے اختیار نم آنکھوں سے مسکرادی۔ ایک تو ان بچوں کے دماغ! پھر اس نے آگے بڑھ کر اس بچی کو اپنے ساتھ لگایا۔

"ہاں، میں پہلے نہیں آتی تھی۔ اب آیا کروں گی۔ مجھے پہلے نہیں پتہ تھا اس گھر میں ایک گڑیا بھی ہے۔"

بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ زینب نے اسے زور سے بھینچتے ہوئے کہا۔ پھر گال صاف کرتے ہوئے اس سے الگ ہو کر کھڑی ہونے لگی۔ جب آئرہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

"آپ خالہ ہیں؟ لیکن میں آپ کو کونسی خالہ کہوں۔"

"کیا مطلب؟"

زینب نے رک کر ناسمجھی سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جیسے غزل خالہ ہیں۔ چھوٹی خالہ کا نام، صدف خالہ ہے۔ایسے آپ کا بھی کوئی نام ہے؟ یاں میں آپ کو صرف خالہ کہوں؟آپ کا نام کیا ہے؟"

زینب نے ہلکا سا ہنستے ہوئے سر جھٹکا۔بچی تھوڑی تیز تھی۔

"میرا نام زینب ہے۔آپ مجھے زینب خالہ یاں بڑی خالہ کہہ لیا کرنا۔اوکے؟"

زینب نے دیکھا آئرہ کے چہرے پر یک دم حیرانی ابھری تھی۔اس نے اسی حیرانی سے پوچھا۔

"آپ کا نام زینب ہے؟"

"جی جی میرا نام زینب ہے۔"

زینب نے بڑے تحمل سے جواب دیا۔آئرہ نے چند لمحے سوچنے کی اداکاری کی۔ پھر ادھر ادھر دیکھا۔لان پر شام کے سائے گہرے ہو چکے تھے۔مغرب کی آذانوں میں کچھ ساعتیں ہی باقی تھیں۔لان میں اپنے اور زینب کے علاوہ کسی کو نا پاتے ہوئے وہ زینب کے قریب ہوئی پھر رازدارانہ انداز میں بولی۔

"آپ کو ایک سیکرٹ بتاؤں۔؟"

اس کا انداز اتنا معصومانہ تھا کہ زینب کھلکھلائے بغیر نہیں رہ سکی۔پھر اثبات میں

سر ہلاتے ہوئے اسی کے انداز میں قریب ہوئی۔

"بابا ہیں نا میرے۔۔"

کہہ کر اس نے پھر ادھر ادھر دیکھا۔زینب نے سر کو دو تین دفعہ ہلایا۔

"وہ نہ مجھے کبھی کبھی زینب کہہ کر بلاتے ہیں۔۔۔"

اور زینب جہاں تھی وہی رہ گئی۔

"پہلے ایک دو دفعہ مجھے لگا وہ میرا نام بھول گئے ہیں۔پھر میں نے انہیں کہا کہ میرا نام آئرہ ہے۔وہ پھر بھی نہیں ہٹے۔۔۔"

آئرہ نے کہہ کر ڈرامائی انداز میں بریک لیا۔زینب بالکل شل ہوئی اسے سن رہی تھی۔یہ اب توقع سے بڑھ کر تھا۔

"میں نے ایک دن کہا کہ میں آپ کی شکایت ماما کو لگاؤ گی۔تو کہنے لگے،مجھے تمھارے لئے یہ نام زیادہ اچھا لگتا ہے۔لیکن تم کسی کو بتانا نہیں۔"

پھر وہ مزید قریب ہوئی اور آواز مزید آہستہ کرتے ہوئے بولی۔

"آپ کا نام زینب ہے۔اسی لئے آپ کو بتایا ہے۔آپ بھی یہ کسی کو نہیں بتانا۔میرا اور بابا کا سیکریٹ ہے۔"

کہہ کر وہ پیچھے ہٹی اور دوبارہ اپنے بلاکز کے ساتھ کھیلنے لگی۔زینب نے بہت مشکلوں سے اپنے قدموں میں جان لاتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی اور وہ کامیاب ٹھہری۔چند قدم چلنے کے بعد وہ لان کے آخر میں لگے جھولے پر جا بیٹھی۔اس کے بیٹھنے پر جھولا آہستہ آہستہ ہلنے لگا۔

"باباہیں نہ میرے۔وہ بھی کبھی کبھی مجھے زینب کہہ کر بلاتے ہیں۔۔"

کانوں میں ایک ہی فقرہ گونج رہا تھا۔وہ موحد جو اس کی شکل دیکھنے پر راضی نہیں تھا آج اپنی ہی بیٹی کو اس کے نام سے کیوں پکارے گا؟اس نے غائب دماغی سے لان کی طرف دیکھا تو اب وہاں کا منظر بدلا ہوا تھا۔دھندلائی آنکھوں کے پیچھے کا منظر کافی برس پیچھے چلا گیا تھا۔

اسی لان میں اسی گھاس پر بیٹھی وہ منہ بنائے اپنا ہوم ورک کر رہی تھی۔پنک فراک پہنی وہ چھے سالہ بچی بگڑے تیور لئے سر جھکائے پنسل سے اپنی کاپی پر لکھنے میں مصروف تھی۔خالد صاحب ابھی آئے تھے،اس کا موڈ دیکھتے ہوئے اس کے پاس ہی بیٹھ گئے۔پھر پیار سے پوچھنے لگے۔

"میرے بچے کو کیا ہوا ہے؟"

"بابا، میرا موڈ بہت خراب ہے۔ مجھ سے بات نہیں کریں۔"

اپنا رُخ بدلتے ہوئے اس نے ناراضگی سے کہا تھا۔ خالد صاحب اٹھ کر دوسری طرف آئے۔ پھر اس کے ہاتھ سے پنسل پکڑی۔ اس نے اُکتا کر چہرہ اٹھایا۔ اس کے ماتھے پر لکیروں کا جال تھا۔

"اب بتاؤ، زینب کو کیا ہوا ہے؟"

انہوں نے اسی پیار بھرے لہجے میں پوچھا۔

"مجھے اپنی دوست فاطمہ بالکل نہیں پسند۔۔"

کہہ کر اس نے 'ہنہ' کر کے سر جھٹکا۔

"اور وہ کیوں۔۔؟"

"بابا آپ کو پتہ ہے۔۔؟"

www.novelsclubb.com

بابا کی توجہ اپنی طرف پاتے ہوئے وہ بولنا شروع ہو چکی تھی۔

"مجھے وہ میری وائٹ والی پنسل اتنی پسند تھی۔ اس نے آج وہ مجھ سے لی اور پھر واپس نہیں کی۔ میں نے بعد میں اس سے مانگی تو اس نے کہا وہ گم گئی ہے۔ وہ چور ہے۔ اس نے میری پنسل چرائی ہے۔"

زینب بہت غصے میں تھی۔ خالد صاحب نے تحمل سے بات سنی۔ معاملہ واقعی سنگین تھا۔ زینب کی پسند کا معاملہ تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتے زینب مزید کہنے لگی۔

"بابا وہ بہت بُری ہے۔ میں اس کے ساتھ دوستی نہیں رکھوں گی۔ وہ کپڑے بھی اچھے نہیں پہن کر آتی اور اس کے بال بھی سہی سے کنگھی نہیں ہوتے اور وہ۔۔"

"او نہوں زینب بیٹا۔۔"

خالد صاحب نے فوراً اسے ٹوکا تھا۔

"یہ آپ اس کے پیچھے کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کسی کو اس طرح نہیں کہتے۔"

"لیکن بابا وہ اچھے کپڑے۔۔"

"نہیں بیٹا۔۔"

انہوں نے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید بولنے سے روکا۔

"آپ ایسا اس کے سامنے کہو گی تو اسے کتنا بُرا لگے گا اور اس کے امی ابو بھی آپ کو بد تمیز کہے گے۔ بیٹا، بیٹیاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں۔ آپ کو کیا پتہ وہ کن

حالات میں سکول آتی ہے۔ہو سکتا ہے اس کے بابا مہنگے کپڑے افورڈ نہ کر سکتے ہوں۔۔"

پرندوں کی آوازوں میں آواز کہیں دور دب گئی۔ مغرب کے وقت گھر کو لوٹتے پرندے درختوں پر سے ہو کر گزر رہے تھے۔اسے اپنے باپ کی یہ ساری باتیں یاد تھیں جو انہوں نے کسی غریب کے بچے کے بارے میں کہی تھیں۔تب زینب کو ان باتوں کا مطلب سمجھ نہیں آیا تھا لیکن آج وہ جملہ 'بیٹیاں سب کی ایک جیسی ہوتی ہیں' بُری طرح چبھا تھا۔ کبھی کبھی بڑوں کے سکھائے چھوٹے چھوٹے سبق بھی ہمارے لئے کتنے اہم ہوتے ہیں جنہیں ہم چھوٹا سمجھ کر بھول جاتے ہیں۔

زینب نے نم آنکھوں کا رُخ موڑا تو اندر سے کوئی باہر آتا دیکھائی دیا۔آنکھیں میچتے ہوئے آنسو اندر اتار کر زینب نے پھر منظر دیکھا تو غازیان اس کی طرف چلتا آرہا تھا۔پھر اس کے ساتھ آکر جھولے پر بیٹھ گیا۔زینب نے گردن موڑ کر اس کا چہرہ دیکھا۔جو مطمئن لیکن تھکا ہوا لگ رہا تھا۔

"اندر سب ٹھیک ہے؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا؟"

وہ بولی تو آواز میں عجیب سا سوگوار پن تھا۔غازیان نے بھی گردن موڑی۔

"ہاں، سب ٹھیک ہے۔سب بہت خوش ہیں سوائے غزل کے۔اسے تمھارا دوبارہ آنا اچھا نہیں لگا۔شاید وہ تمھیں کبھی ایکسپٹ بھی نہ کرے۔لیکن باقی سب، وہ خوش ہوئے۔تم نے باقی سب کا رویہ خود دیکھ لیا ہوگا۔یہ سب تقریباً پچھلے دو تین سال سے تم سے ملنا چاہتے تھے۔لیکن میں نہیں چاہتا تھا تمھاری سٹڈی ڈسٹرب ہو۔پھر تم نے ٹریننگ شروع کر دی۔مصروفیت اتنی تھی کہ بات کرنے کا موقع۔۔۔"

وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا جب زینب نے تھک کر سر اس کے کندھے پر رکھ دیا۔

"بس چپ کر جاؤ۔مزید کسی قسم کی صفائی دینے کی ضرورت نہیں ہے۔میں سب سمجھ گئی ہوں۔یہ سب ایسے ہی ہونا تھا۔کیونکہ بیٹیاں سب کی سانجھی ہوتی ہیں۔"

غازیان سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔وہ سمجھ گیا تھا زینب کو کچھ پُرانا یاد آیا ہے۔اس گھر میں آکر وہ اپنے بابا کی یادوں سے پیچھا نہیں چھڑوا سکتی۔اس کے کندھے کے گرد حصار باندھتے ہوئے وہ آہستہ سے اسے تھپکنے لگا۔

سورج ڈھل چکا تھا۔آسمان کا رنگ نیلے سے جامنی میں تبدیل ہو رہا تھا۔اندھیرا آسمان پر غالب آنے کیلئے بے تاب تھا۔لیکن اس سے پہلے مغرب کی آذان ہونا ضروری تھی۔اندھیرا وقت سے پہلے نہیں ہو سکتا تھا۔اس سے پہلے قدرت کے اصولوں کے مطابق ہر چیز کا ہونا ضروری تھا۔دور کہیں سے مغرب کی آذان کی صدا بلند ہوئی۔پرندے جوق در جوق اپنی منزلوں کی طرف گامزن تھے۔

ایک لمبی خاموشی کے بعد غازیان نے اپنے لب وا کئے۔

"میں نے ان سب کو کہا ہے کہ اگلے ہفتے میں ہماری شادی کی باقاعدہ تقریب ہے،تو ان سب کے ہونے سے ہمیں اچھا لگے گا۔میں چاہتا ہوں،اب سب ہماری خوشیوں میں شریک ہوں۔جو انہوں نے دیکھنا تھا دیکھ لیا۔خونی رشتوں کے بغیر واقعی انسان کچھ نہیں ہے۔تائی جان ہوسپیٹل میں ہیں۔منان نے بتایا ہے کہ چچا جان وہیں ہیں۔جاتے ہوئے ہم ادھر بھی چلے گے۔ابھی وانیہ نے کہا ہے کہ چائے کیلئے ٹھہر جاؤ۔بس کچھ دیر میں نکلتے ہیں۔تمہیں میرا ان سب کو شادی پر بلانا بُرا تو نہیں لگا۔؟"

"اونہوں۔۔"

بولنے کی بجائے زینب نے نفی میں سر ہلایا تھا۔اگر زندگی کافی سالوں بعد اس کی خوشیاں اسے لوٹا رہی تھی تو وہ ان سے منہ پھیرنے والی کون ہوتی تھی؟ وہ بھی اب تھک چکی تھی۔اب سب سہی ہونے کا وقت تھا۔

سامنے آئرہ اپنے کھلونے اٹھائے اندر جاتی دیکھائی دے رہی تھی۔زینب اور غازیان نے بے اختیار گردن موڑ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔زینب کی آنکھوں میں تشکر کے آنسو تھے اور غازیان کی آنکھوں میں اطمینان۔وہ دونوں اپنی کیفیت بیان نہیں کر سکتے تھے۔خاموشی سے پیچھے ہوتے ہوئے وہ دونوں جھولے کی پشت سے سر ٹکا کر آسمان کو دیکھنے لگے۔کیونکہ ان کی زندگی کے ہر خوشی اور غمی کے موقع کو لانے والا وہ اللہ ہی تھا۔جس کے آسمان تلے وہ دونوں آج بیٹھے کھل کر سانس لے رہے تھے۔وہ دونوں جتنا شکر ادا کرتے کم تھا۔

www.novelsclubb.com

اب ہر طرف مغرب کی آذانوں کی آواز تھی۔کائنات کی ہر چیز ٹھہر چکی تھی۔کیونکہ یہ دو وقتوں کے ملاپ کا وقت تھا۔آسمان سے نیلا رنگ چھٹ رہا تھا اور گہرے بادلوں کے ساتھ اندھیرا بھی چھانے لگا تھا۔

کون کہتا ہے بُرا وقت کبھی نہیں ٹلتا؟

کون کہتا ہے خدا میری نہیں سنتا؟

خدا سب کی سنتا ہے۔ کبھی جلدی، کبھی دیر سے۔ لیکن وہ سنتا ہے اور دیر سے اس لئے نہیں سنتا کہ وہ آپ کی مدد نہیں کرنا چاہتا۔ نہیں وہ آپ کو تکلیف سے گزار کر کچھ سیکھانا چاہتا ہے۔ زندگی سیکھنے کا نام ہے۔ مشکل وقت پڑنے پر ناشکری کرنے کا نام نہیں ہے۔ زندگی ثابت قدم رہنے کا نام ہے۔ ایک دن وہ اللہ ہر مشکل کا حل نکال دے گا۔ کسی بنتِ حوا کو مصیبت میں نہیں رہنے دے گا۔ بس صبر اور شکر ضروری ہے۔

اس وقت جھولے پر بیٹھی زینب بس یہی سوچ رہی تھی کہ اگر اس کی زندگی میں اچھا وقت آسکتا ہے تو سب کی زندگی میں آسکتا ہے۔ ہمیں بس انتظار کرنا ہے۔ سہی وقت کا۔ اور وہ ایک دن جس کے انتظار میں آدھی سے زیادہ دنیا انتظار کر رہی ہے، وہ ایک دن ضرور آئے گا اور کون جانے؟ وہ ایک دن آپ کی پوری زندگی سے زیادہ حسین ہو؟

ختم شد

اور آخر میں ان قارئین کا شکریہ جنہوں نے اس سفر میں بہت پیار دیا۔وہ قارئین جو آخر تک اس سفر میں میرے ساتھ رہے اور مجھے زینب کی یاد دلاتے رہے۔میں آپ سب کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ایسے ہی مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

www.novelsclubb.com

زینب کی لکھاری، طیبہ ساجد